

شمس الاسلام

SHAMS-UL-ISLAM, BHERA

سالانہ چندہ
معافین سے
غیر مالک سے

بیادگار عظیم ملت حضرت مولانا الحاج ظہور احمد صاحب گنجی امیر خلیفہ انصار بھیرہ (پنجاب)
سالانہ چندہ
عوام سے
طلبہ سے

حزب الانصار بھیرہ (پنجاب)

اللہ کے دین کے مدگاروں کا گروہ

اغراض و مقاصد
(۱) اخلاقی و دینی و دنیوی حیلوں سے اسلام کا تحفظ و تبلیغ و اشاعت اسلام
(۲) اصلاح رسوم و اتباع شریعت اسلامیہ، احیاء و اشاعت علوم دینیہ

طریق کار
(۱) جریدہ شمس الاسلام کا اجراء (۲) دارالعلوم عزیمت جامع مسجد بھیرہ جو اپنے مختلف شعبوں کے ذریعہ اسلام کی بہترین خدمت انجام دے رہا ہے (۳) مبلغین کے ذریعہ ملک کے طول و عرض میں اسلامی زندگی پیدا کی جاوے گی (۴) عظیم الشان سالانہ کانفرنس (۵) امیر حزب الانصار کا مبلغین کے ہمراہ سالانہ تبلیغی دورہ (۶) یتیم خانہ (۷) کتب خانہ (۸) جامع مسجد بھیرہ کی ہرمت (۹) مسلم نوجوانوں کی تنظیم
جریدہ کے قواعد و ضوابط

- ۱۔ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی ۱۱ تاریخ کو پابندی وقت سے شائع ہوتا ہے۔ مضامین ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو وصول ہونے چاہئیں۔ مدیر کا مقیمین نگار صاحبان کی ہفتے کے ساتھ متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔
 - ۲۔ ارکان حزب الانصار کے نام جریدہ مفت بھیجا جاتا ہے۔ چندہ کنیت کم از کم چار ماہ وار یا تین دو چار سالانہ مقرر ہے۔
 - ۳۔ عام سالانہ چندہ سے معاونین سے صر طلبہ سے چار مقرر ہے۔ جو پندرہ ماہ پر چار مقرر ہونے پر بھیجا جاتا ہے۔
 - ۴۔ رسالہ باقاعدہ جانچ پڑتال کے بعد بذریعہ ڈاک بھیجا جاتا ہے۔ بعض رسائل راستہ میں تلف ہو جاتے ہیں ایسی صورت میں خریدار کی طرف سے ہینے کے اخیر تک اطلاع موصول ہونے پر سالہ دوبارہ بھیجا جاتا ہے۔ اطلاع نہ ملنے کی صورت میں دفتر ذمہ دار نہ ہوگا۔
 - ۵۔ جواب کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔
 - ۶۔ ہر رنگ ڈاک اور خطوط واپس ہوں گے۔
- علامہ حسین منیر سالہ شمس الاسلام بھیرہ (پنجاب) ہونی چاہیئے
- جلد و کتابت
دہلی نئی دہلی

شرح پنسل کا نشان یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پنسل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے چندہ کی میعاد اس پرچہ کے ساتھ ختم ہو چکی ہے۔ ان حضرات کی خدمت میں درخواست کہ آئندہ سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرمائیں۔ اگر خدا نخواستہ کسی وجہ سے آئندہ خریداری کی ادادہ نہ ہو تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ ماہ کا پرچہ بذریعہ وی پی آر سال خدمت ہوگا جس کا وصول کرنا آپ کا اسلامی فرض ہوگا۔ (علامہ حسین منیر شمس الاسلام)

شہید کامرثیہ

(از صاحبزادہ غلام دستگیر صاحب نامی لاہور)

تو اگر ہے محب آلِ عبا
کہ بلا کے ہیں جو ققیل جفا
کس غرض سے گئے تھے مجھ کو بتا
مرتبہ مل گیا شہادت کا
کیا بلا ان کو اب بھی مجھ کو بتا
اور خلدِ بزم میں عز و علا
ہاں بتا دے۔ یہ ہے سوال مرا
غم ہے کیا؟ پھر یہ میں نے اس سے کہا
ہو جو شرکت۔ تو ہے یہ شرط وفا
غم ہے امام ہے، اور آہ و بکا
دیں خوشی میں پرانے غم کا بیت
جو کہ حاصل ہو اُس کا کیا کہنا
بسکہ زندہ ہیں جو بحکم خدا
جن کو اُن کے لئے یہ وارِ بلا؟
مرثیہ نہ ندوں کا کہوں میں کیا؟

کہا نامی سے ایک شیعہ نے
کہہ دے اک مرثیہ ہی تو اُن کا
میں نے پوچھا کہ کہ بلا میں امام
کہا بھر جہاد جا کے انہیں
میں نے پھر پوچھا اس شہادت سے
کہا "اللہ کی رضا پائی"
خوش ہیں جنت میں یا کہ بینا خوش
کہا خوش ہیں اور اس خوشی سے ہمیں
اپنے پیاروں کی شادی و غم میں
وہ تو جنت میں خوش ہیں اور ہمیں
کہا محبت کا ہے ثبوت یہی
اک گھڑی رنج الٹا کے عیش و دام
اور میں مرثیہ کہوں اُن کا؟
مردہ یوز قوت و فرج ہیں بے
مرثیہ مردوں کا میں کہتے لوگ

ہو گیا چپ وہ میرا سن کے جواب
مرثیہ کا جو اتنا شائق تھا

اطلاعات

سید عبدالغفور بھی شوال میں کھل گیا ہے طلبہ کافی تعداد میں پہنچ گئے ہیں مولوی محمد رفیع صاحب، حافظ حسن محمد صاحب، محبت کے ساتھ مفرد و تنہا ہیں۔ نور پور ضلع جہلم میں خزانہ انصار کی زیر نگرانی اور زیرِ سرکوشا ندر طلبہ منعقد ہوا جس میں مولانا پیر و محمد بہاؤ الحق صاحب مٹامی اور مولانا افتخار احمد صاحب گوی مولانا درویش محمد صاحب اور مولانا سید محمد شاہ صاحب اور دیگر علماء کرام نے شرکت کی مسلمانانِ علاقہ نے فوق و شوق کیا تھا علماء کرام کی تقابیر سے استفادہ کیا۔ سید سہیل العلوم کا افتتاح کیا گیا۔

شعبہ تبلیغ مولوی سید محمد شاہ صاحب بلخ ضلع انصار نے عاتقہ کے مختلف مقامات کا دورہ کیا۔ اسلام آباد کو اتحاد و اتفاق کی نعمتیں کی اور دینی بیداری پیدا کرنے کی ہر سعی و کوشش کی۔

منتقبت صحابہ میں چند بیت

(از جناب نامی لاہوری)

ایک شیعہ گداگر گلی کو چے میں شیعہ معتقدات کے مطابق چند ابیات پڑھتا سنا گیا۔ اسی ردیف و قافیہ پر چند اشعار بروئے قلم آئے۔ جو ہدیہ ناظرین ہیں:-

شانِ صدیق اکبرؐ

رہے تاجر ساتھ اور مرکز بھی ہوئے یکجا محبت ہو تو ایسی ہو رفاقت ہو تو ایسی ہو

فاروقِ عظیمؓ

کیا انصاف، دنیا فتح کی اسلام پھیلایا عدالت ہو تو ایسی ہو لیاقت ہو تو ایسی ہو
بنی داما دیں تیرے تو ہے داما دجید رکاب بنی ہاشم سے اے عامل قربت ہو تو ایسی ہو

ذوالنورینؑ

ٹھیا مال و زرہ حفظ دم مسلم میں جاں دے دی سخاوت ہو تو ایسی ہو شہادت ہو تو ایسی ہو

حیدرؑ

دعائے مصطفیٰ لے کر شیر سے جب زیر تھا دشمن عقیدت ہو تو ایسی ہو بسالت ہو تو ایسی ہو

خالدؓ

جدھر بھی رخ کیا فتح و ظفر نے آ قدم چوے عزیمت ہو تو ایسی ہو شجاعت ہو تو ایسی ہو

حسنؓ

گوارا کی نہ خوں یزیدی حکومت اہل کو سو پنی مردت ہو تو ایسی ہو حفاظت ہو تو ایسی ہو

حسینؑ

لڑے دشمن سے جاں دے دی اکھاڑی جرّہ تقیہ کی دلیری ہو تو ایسی ہو دیانت ہو تو ایسی ہو

ظرافت آمیز حقائق

ہمارا ایک خطبہ جمعہ

(از قلم ملا گھن چکر)

مخالف بھی نہیں۔ اس لئے کہ ہم مخالفت کر کے یہ مسلمان رہ سکتے ہیں اور نہ مولوی جس مسلمانی اور مولویت پر پاکستانیت کا ٹھیس نہ ہو وہ مسلمانی اور مولویت نہ بازاہ سیاست میں چل سکتی ہے اور نہ مذہبی دنیا میں۔ لہذا ہمارا مرتبہ ہماری تو یہ ہم پاکستان کے مخالف نہیں۔ حامی اس لئے نہیں کہ ہمیں ڈر لگتا ہے کہ ہم پاکستان میں کہیں پھانسی نہ چڑھا دیئے جائیں ہم ہرے ملا اگر کہیں بھولے سے بھی الحاد و دہریت دنیا پرستی، فیشن پرستی بے پردگی، عیاشی، زنا کاری، سودا، فلمی کار و بار اور شراب خواہی کے خلاف ہماری زبان کھل گئی تو بس پھر ہماری خیر نہیں۔ یہ ہم دعویٰ کے ساتھ کہتے ہیں کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے کھرے کھرے احکام سنا کر کہ ہم مقتدر مسلمانوں کے ہاتھ سے ہرگز ہرگز نہیں بچ سکتے۔

یہ تو بہت دور کی باتیں اور یاہ لوگوں کی کہاتیں ہیں۔ ہم آپ کہ نزدیک کی بات سناتے اور مطمئن کرنا چاہتے ہیں۔ جگ بیتی نہیں آپ بیتی پرانی نہیں۔ نئی بیٹھے بٹھائے ہماری جو آئی کمبختی تو ہم نے ایک بند اور ٹھنڈے مقام کی مسجد میں اسلام کی اجتماعی زندگی پر خطبہ دے ڈالا یا یوں سمجھئے کہ دہڑتے

دیکھئے صاحب ہم پہلے ہی کہے اور سمجھائے دیتے ہیں کہ ہم نہ اکھنڈ ہندوستان کے حامل ہیں۔ اور نہ پاکستان کے علیہ دار۔ جے ہند پر بھی ہمارا ایمان نہیں۔ ہم مردہ باد اور نہ زندہ باد کے کسی قائل نہیں ہمارا دشمن نہ انگریز ہے نہ ہندو۔ ہماری معراج و نہارتی مشن نہیں۔ نہ ہم لے کے رہیں گے اور نہ کچھ دے کے رہیں گے۔ لینے دینے کے ہم سرے سے معتقد ہی نہیں ہم ایسی سیاست کو جس کی بنیاد انسان کی حاکمیت، جمہور کی قانون سازی، جہالت فریب، دھوکہ، جھوٹ، منافقت اور جبر پر ہو، دنیا میں فساد کی جڑ، ظلم کی بنیاد اور جنگ و جدل کی اینٹ سمجھتے ہیں۔ پس گھبرانے اور طیش میں آنے کی کوئی بات نہیں۔ نہ ہم یہ ہیں اور نہ وہ۔ بس نرے مسلمان ظاہر مسلمان باطن مسلمان، اول مسلمان، آخر مسلمان الغرض ہر طرف اور ہر پہلو سے مسلمان ہیں۔ اور یہ ہمارا ایک بہت بڑا عیب اور جرم ہے جس کو نہ ہندو معاف کر سکتے ہیں اور نہ مسلمان۔ اس عہد میں مسلمان ہونا بہت بڑی بے وقوفی، نادانی، جہالت، بے عملی، حماقت کا بی اور نہ جانے کیا کیا کچھ ہے۔ کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ہم پاکستانی نہیں۔ مگر ہم اس کے

کے ساتھ ایک نہاٹے دار تقریر کر ڈالی۔ کبھی پرکھتی یہ کہ ہم آدمی تھے چھوٹے یعنی فقط ایک خطیب جس کی جان ہمیشہ بازار کے نھو فتو کے قبضہ میں رہتی ہے۔ اور آدمی بڑے بڑے مثلاً صاحب لوگ، لیڈر لوگ، سرمایہ دار لوگ اور مسلمان لوگ۔

ہم نے بنایا کہ اسلام نے مسلمانوں کے نظم و اتحاد پر حد سے زیادہ زور دیا ہے۔ اور یہ قوموں کے لئے ترقی کا پہلا قدم ہے۔ مگر اسلام نے جتنا زور اجتماعی زندگی پر دیا تھا مسلمانوں نے اتنے ہی زور وقوت کے ساتھ اپنے تشکیلاتی فرقہ بندی، باہمی بغض و عناد، جو تم پیزا اور خانہ جنگی سے اسلام کے اس مذہب اصول کی دھجیاں اڑا دیں۔ اور محسوس تین تیرہ بارہ باٹ ہو کر رہ گئے۔ زبان سے اتحاد و اتحاد سب پکار رہے ہیں مگر دراصل یہی عوام کو الگ الگ کرتے اور لڑاتے ہیں۔ اس لئے کہ متحد ہونے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو ان سب جماعتوں سے الگ ہو کر ہماری جماعت میں آجائے۔ سب کی لیڈری و قیادت سے منہ موڑ کر ہماری قیادت و رہنمائی پر ایمان لے آؤ۔ اور ہماری سوچی اور سمجھی ہوئی باتوں کو مان لو۔ اللہ رسول کی چلے ماٹو یا نہ مانو مگر ہماری ضرورت مانو۔

ورنہ سیدھے جہنم میں جاؤ گے۔ بس یہ انجمن سازی پر۔ گرام باندی، لیڈر گروہی اور لادین سیاست ہی وہ پس کی کاٹھ ہے جو مسلمانوں کو ایک اور نیک نہیں ہونے دیتا۔

اس سے آگے بڑھ کر ہم نے یہ تک کہہ ڈالا کہ صاحبو! یہ آج کل کی لادین اور ملعون سیاست اور نابکار لیڈری ہی مسلمانوں کو لڑا رہی ہے۔ ہر لیڈر کی پانچوں نگھی میں اور سر کر ڈالی میں رہتا ہے۔ اور بچارے مسلمانوں کو مٹی کا تیل تک نہیں ملتا۔ انہوں نے مسلمانوں کو پاگل بنا دیا ہے۔ ممبریاں اور کرسیاں ان کو ملتی ہیں اور لڑتے ہیں مسلمان۔ جاندی کسی کی ہو اور حجامت کسی کی بنے بیہ پڑھے ٹکھے لوگ ممبریوں پر، کرسیوں پر، لیڈریوں پر، سکریٹری و صدر بننے بنانے پر بلکہ بعض اوقات بلویوں پر لڑتے اور لڑاتے ہیں۔ جب اپنے حامی بد موڑوں کے بل بوتے پر کامیاب ہو جاتے ہیں تو کوٹھڑیوں میں بیٹھ کر طعناں کاتے ہیں۔ مردہ بہشت میں جائے یاد و زرخ میں یادوں کو اپنے حلوے مانڈے سے کام آدھر مفت کے غازی گنگنا رہے ہیں۔

”سیاں بہتے کو تو اب ڈر کا ہے کا“

بس جناب اب کیا تھا۔ اتنی تیز تلخ، کھری اور بے نقاب باتیں سن کر ہمارے غازیان کرام اور مجاہدین اسلام ہضم کھرج کر سکتے تھے۔ سب کے جی متلانی لگے۔ اور اکثر نازک مزاج عالمان باوقار لڑیاں کر کے تو چل میں چل ہو گئے۔ اور تو اور ایک کلرک صاحب بگڑ گئے کیوں؟ صرف اس لئے کہ ہم نے سیاست کو طمان کشدیا، لیڈری کے فساد کا بھانڈا بیچ مسجد کے پھوڑ دیا۔ ایک بڑی جماعت پر آج آگئی۔ علاوہ انہیں وہ وہ باتیں بنیں کہ تو بہ ہی بھلی۔

انہیں قبض کش اور دست آورہ گویاں دیتے ہو۔ ہم نے جہٹ سے اپنا جاہل ہونا مان لیا۔ اور توبہ کی آئندہ سے کسی مسجد کے خطیب نہ بنیں گے۔ اگر نہیں تو جو چور کا حال بنو ہمارا حالی۔ وہاں سے ہم ایسے دم دبا کر بھاگے کہ اپنے پڑنے کھونسلے میں آکر دم لیا۔ اب دیکھئے آئندہ پردہ غیب کیا ظہور میں آتا ہے اب آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ پاکستان میں ہیں پھانسی لٹے گی یا نہیں۔

ہمارا اسامہ خطیبانہ نشہ ہرن ہو گیا۔ شام کو ایک آپ ٹوڈیٹ یعنی چیلے چیلے مقامی مجاہد ملت لے۔ جن کی شان قیادت نماز تو کیا اسلام کی کسی پابندی کو گوارا نہیں کرتی۔ انہوں نے اٹھے آسترے سے ہماری حجامت بنانی شروع کی تو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا مثلاً یہ کہ تم اعلیٰ درجہ کے اور نخالص جاہل ہو۔ مذہب کو جانتے ہو اور نہ سیاست کو، تم مسلمانوں کو خراب کرتے ہو،

ہم ہیں آپ کے پاکستان کے حامی ملائیں چکر

روزہ کی حکمت اور اس کی اہمیت

(از جناب مولوی محمد ندکی صاحب یونہدی)

نے جس چیز کو لیا نہایت مستحکم اور مدلل طریق پر لیا۔ اور ایک نئے قالب میں ڈھال کر عجت امر و نہ میں ہم اپنے قارئین کرام کے سامنے اسلام کے اسی اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے رمضان کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

اسلام سے قبل بھی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جمیع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اپنی امتوں کو روزہ کی تاکیدات و ہدایات فرمائی ہیں۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کی امت پر جو روزے فرض کئے گئے تھے ان پر آج تک بہت سے حق تعالیٰ کے محبوب بندے عمل پیرا

اسلام نے اپنی بے مثل خوبی اور لاثانی صدا کو ہمیشہ انسان کے ہر شعبہ زندگی سے منوایا اور تسلیم کر لیا۔ اور اس کا طرہ امتیاز ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ اس نے اپنا اصول اور طریق کار اس قدر عمدہ و دلنشین اور خوبصورت بنایا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملت اس کے صحیح اور درست ماننے پر مجبور ہوئی ہے۔ اسلام کسی نئی اور اجنبی چیز کو لے کر ہمارے سامنے نہیں آیا بلکہ وہ اکثر وہی چیزیں لے کر ہمارے سامنے آیا ہے جو دوسرے انبیاء و مرسلین اپنی اپنی امتوں کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ لیکن فرق صرف یہی ہے کہ اسلام

ہیں اور وہی روزے ایام بیض کے کہلاتے ہیں۔ جو ہر مہینہ کی تیرہ، چودہ، پندرہ تین تاہ یوں میں رکھے جاتے ہیں۔

صحائف ربانی میں جا بجا آپ کو روزوں کی فضیلت اور اس کے لاتنا ہی فوائد نظر پڑیں گے اور اگر آپ نظر ڈالیں گے تو معلوم ہوگا کہ آج بھی ہر امت روزوں کو نہ صرف مستحسن سمجھتی ہے بلکہ روزہ رکھنے کو اپنی ظاہری و باطنی ترقی کیلئے جزو لاینفک سمجھنے پر مجبور ہے۔

یہ امر مسلمہ ہے اور تمام اطباء جسمانی اور ڈاکٹروں کا اس پر اتفاق ہے کہ معدہ کا کچھ عرصہ کے لئے خالی رکھنا نہایت ضروری اور صحت انسانی کے لئے لازمی ہے۔ تاکہ بیاہ خوردی اور شکم پری کی وجہ سے جو خراب مادے جسم انسانی میں حلال نہ کئے ہیں اور صحت پر تیرا اثر ڈال رہے ہیں وہ دور ہو جائیں اور اس معدے کی مشین کو جو مسلسل چل رہی ہے کچھ عرصہ کے لئے سکون مل سکے تاکہ یہ پھر تمام گرد و غبار سے پاک و صاف ہو کر اسی تیزی و تیرد فائری کے ساتھ چل سکے۔

دیگر مذاہب میں بھی یہ بات ضروری خیال کی جاتی ہے کہ امراض باطنی کے دور کرنے کے لئے روزہ رکھا جاوے۔ اور اس کے ذریعہ سے قلب کو پاک و صاف کیا جاوے۔ اور دل و دماغ میں وہ قوت پیدا کی جائے جس سے گناہ

و معاصی سے بچ سکیں۔ اور نیکی و اچھائی کی طرف توجہ ہو سکیں۔ جس کو ان کی اصطلاح میں فاقہ یا برت کہا جاتا ہے۔ غرضیکہ یہ بات متفقہ اور مسلمہ ہے۔ کہ روزہ یا فاقہ انسان کی صحت کے لئے بہت ضروری ہے۔

اسلام بھی اپنے مخصوص اغراض و مقاصد کے ساتھ روزہ کو منظر عام پر لایا۔ ماہ رمضان بظاہر رمضان سے مشتق معلوم ہوتا ہے جس کے معنی لغت عربیہ میں صاف اور روشن کرنے کے ہیں اور اس بات کی تائید حدیث نبوی سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ارشاد ہے فانھا ترمض الذنوب یعنی کہ ماہ رمضان انسان کو گناہوں سے صاف کرتا اور رنگ دور کرتا ہے جس طرح ایک صراف سوئے کو تپا کر اور سختیوں میں مبتلا کر کے اس کو نکھارتا اور صاف و روشن کرتا ہے۔ اور اس سے تمام گندگیوں کو دور کر دیتا ہے۔ اسی طرح ماہ رمضان بھی انسان کو عبادات و ریاضات کے ذریعہ گناہوں سے صاف کرتا اور فسق و فجور کے رنگ سے دور کرتا ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ماہ میں اللہ جل شانہ نے اپنے اکثر برگزیدہ پیغمبروں کو اپنی خاص انعام و رحمتوں اور عنایتوں سے نوازا ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کو اسی ماہ کی تیسری تاریخ کو صحیفہ مبارکہ عطا کیا گیا حضرت داؤد علیہ السلام کو اسی مہینہ کی اٹھارہ تاریخ کو خلعت نبویہ

سے زینت بخشی گئی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسی مہینہ کی چھ تاریخ کو تورات سے فائز المرام کیا گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسی ماہ کی تیرہ تاریخ کو انجیل عطا کی گئی۔ اور سب سے آخر میں نبی آخر الزماں سرور کائنات خضر موجودات رحمتہ للعالمین کے ذریعہ سے اُمّت محمدیہ کے لئے اپنے آخری اُٹل اور ناسخ احکامات بصورت قرآن کریم لوح محفوظا سے آسمان بالا پر اتارے گئے اور تیس سال تک مختلف اوقات اور مختلف مقامات پر حسب ضرورت سرور کوین کے پاس بھیجے گئے۔ اور یہ احسان عظیم فرمایا گیا کہ اسی قرآن کریم کے ذریعہ سے ہماری تمام اندرونی و بیرونی بیماریوں کا علاج نہایت آسان طریقہ پر بتلایا گیا۔ ہمارے جملہ امور دینی و دنیوی کا حل نہایت دلچسپ طریقہ پر سمجھایا گیا۔ ہم کو بُرے اور بھلے کے سمجھنے کی توفیق عطا کی گئی۔ ہم کو اس قرآن کریم کے وسیلہ سے غلامی کے تیرہ تار غار سے اٹھا کر آزادی کے سہرے منبر پر لا کھڑا کیا۔ ہم کو فلاح و بہبود کی وہ راہ مستقیم دکھادی کہ اگر ہم اس پر چلتے رہیں تو اس جنگل کے خوشخوار درندے ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں۔ اس ماہ میں رحمت کا نزول موسلا طاری بارش کی طرح ہوتا ہے۔ جس کا انسان کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اس ماہ میں شیاطین کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اور ان کو طوق پہنا دیئے جاتے ہیں۔ اور رحمت کے

دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اس ماہ کی ہر ایک رات میں غیبی صدائیں دی جاتی ہیں کہ ہے کوئی مغفرت چاہنے والا کہ ہم اس کی مغفرت کریں۔ ہے کوئی ہم سے مدد طلب کرنے والا کہ ہم اس کی مدد کو پہنچیں۔ اور ہے کوئی ہم سے طاقت مانگنے والا کہ ہم اس کو قوت و طاقت عطا فرمائیں۔

یہ صرف رمضان ہی کا معجزہ ہے کہ وہ انسان جس نے نماز جیسی آسان چیز کو نہ صرف چھوڑ رکھا تھا بلکہ اس کو بھول گیا تھا۔ اور دنیا کے ہزاروں لہو و لعب میں مشغول تھا۔ رمضان کے روزہ کا اس قدر خندہ پیشانی سے استقبال کہ نہ تا نظر پڑتا ہے۔ گویا کہ اس کو دنیا کی بہت بڑی حکومت و سلطنت مل گئی۔ اور وہ بچے جن کو دن بھر بجز کھانے اور پینے کے کسی اور کام سے واسطہ نہیں ہوتا اگر میوں کے سخت تردنوں میں اپنے ماں باپ سے روزہ رکھنے کے لئے التجائیں کرتے دکھلائی دیتے ہیں۔ آخر اس میں کوئی کشش ہے کہ بچے تمام خورد و نوش اور کھیل کود کو چھوڑ کر فادہ کشی اور نڈھال و مکرور ہو جانے کو باعث فخر اور اس پر انتہائی مسرور نظر آتے ہیں۔ وہ کوئی قوت ہے جو انسان کو رمضان میں عطا ہو جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ سے وہ ضعیف و مہینہ انسان جو سردی کے مختصر اور ہلکے دنوں میں بھی فادہ کشی کے خیال سے لہز جاتا ہو مٹی چون

گے سخت اور طول طویل روزے ہنسا کیلئے کھنچا جاتا ہے۔ اور تمام مہینوں کی نسبت سے زیادہ عبادت و ریاضت میں مشغول نظر پڑتا ہے۔ اور حق تعالیٰ کے ہر امر و نہی پر تسلیم خم کر دیتا ہے۔ یہ اگر رمضان کی برکت اور معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور سرور کونین نے اس ماہ کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ شعبان شہری و رمضان شہر اللہ یعنی شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان حق تعالیٰ جل مجدہ کا۔ اور مراد اس سے یہ ہے کہ جیسے کسی شخص کے کئی لڑکے ہوں۔ اور ان میں

سے وہ کسی ایک کو جو حسین اور شکیل ہونے کے یا سنجیدہ اور ذکی و فہیم ہونے کے یا بلا کسی ظاہری سبب کے بہت زیادہ محبوب و مرغوب ہو اور وہ شخص کسی سے یہ کہہ دے کہ یہ میرا لڑکا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کے معنی یہ ہو گئے کہ نہیں ہو سکتے کہ باقی اولاد میری نہیں ہے بلکہ مراد اس سے یہ لیجاتی ہے کہ یہ لڑکا مجھ کو اپنی اولاد میں سب سے پیارا ہے۔ اور یہ کلمہ دلالت کرتا ہے انتہائی شفقت پر و محبت پر۔ بعینہ اسی طرح اس مہینہ کے متعلق حضور کا یہ قول کہ یہ ماہ حق تعالیٰ کا ہے۔ دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ لڑکا اور رحیم الرحام کی اس ماہ کے ساتھ ایک خاص نگاہ شفقت ہے

مقام نبوت کا ایک ناکام حریف

(جناب سید محمد اندھرشاہ صاحب قیصر کشمیری)

سکتا ہے کہ محبوب فلک نشین کی سرکار و الالات میں کچھ دیر کے لئے غافل ہو جائے، دنیا کے اہم سے اہم اور نازک سے نازک کسی کام میں دھچکی رکھنے والے کسی انسان پر تعجب نہیں کہ وہ کسی وقت اپنے کام اور اپنے کام کے فکر کو بھلا دے۔ بڑی سی بڑی کسی فوج کا بیدار مغز کوئی جو نیل، محال نہیں کہ مقابلہ و مقابلہ کے کسی فیصلہ کن موقع پر کھو جائے اور اپنے آپلے میں نہ رہے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا کہ باطل حق کی عداوت سے کسی وقت بے فکر ہو جائے۔ کفر کو اسلام کی شوکت و قوت

کذب و بطلان اور جہل و ضلالت کے آستانہ نامہ پر نیا زمندانہ حاضری دینے والے اور بتان خود ساز و بیجان کو ہر وقت جہک جہک کہ سلام کرنے والے لوگوں پر قوت حق کی سر بلندی اہل حق کی فتح و کامیابی اور ہر شانہ ان حق کی نصرت و مسرت ہمیشہ ناگوار رہی ہے۔ شب بھراں میں صبح صادق کا انتظار کرنے والے کسی ناکام شوق اور آشفقہ حال کی یہ خواب آنکھیں ممکن ہے کہ تقاضائے فطرت سے گھڑی دو گھڑی کے لئے چھٹکا کھا جائیں مسجد و محراب کا مذاویہ نشین کوئی مذاہد مرتاض ہو

قلم کی نشر ذی سے بیچین کر دیں۔

علی بن محمد

عباسیہ کی خلافت اسلام کی تیسری خلافت ہے۔ جو ۱۳۲ھ میں ابوالعباس سفاح سے شروع ہوئی۔ اور ۶۷۶ھ میں مستعصم بن مستنصر پر ختم ہوئی۔ اسی خلافت عباسیہ کے پندرہویں خلیفہ معتد بن مؤکل کے زمانہ میں بحرین کے مشہور و معروف قبیلہ عبدالباقین سے تعلق رکھنے والا ایمان کے مشہور شہر اصفہان میں جنم پانے والے ایک شخص علی بن محمد نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ علامہ ابن جریر طبری نے اپنی مشہور تاریخ طبری مطبوعہ مصر میں اس کے مختصر سے حالات لکھے ہیں۔ علامہ موصوف کے بیان کردہ حالات کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ یہ شخص بہت ذہین و چالاک، یحید ہوشیار و موقوتئاس اور اڈل رہبر کا عیار دہ مکار تھا۔ اس نے غمی علوم میں زبردست دستگاہ حاصل کی، اور پھر اہل عرب سے عربی زبان سے کافی حصہ پایا۔ جو نکتہ بہت فصیح البیان اور تیز زبان تھا۔ اس لئے اس کی تقریر میں بھی ایک خاص قسم کی شیرینی اور خاص طرح کی جدت تھی، مختلف قسم کے علوم حاصل کرنے کے بعد یہ نواح بصرہ میں آیا تو اپنے علمی اور لسانی کمالات سے ہزاروں مسلمانوں کو اپنے طلق اثر میں شامل کر لیا۔ پھر اس نے یہ کیا کہ دنیا سے اپنی زینت

کی بجائی سے فرصت مل سکے۔ خدع و مکر کے گندہ سار یک منکمہ کا برہمن حرم و کعبہ سے تعلق رکھنے والے ہندوگان سادہ کار و صاف دل کی مخالفت سے باز آجائے۔ جھوٹکھ سیج کی آڑ اور حکومت گوارا ہو سکے۔ اور بے دینی کو دیندار ی کا نفوذ عام داس آ سکے۔ اسلام کی تیرہ صدیوں کی تاریخ کا ہر ہر صفحہ ہائیکے پکار سے اعلان کرتا ہے کہ اس کی مدت عمر باطل سے انہی لڑائیوں بھڑائیوں میں گذرتی رہی ہے۔ ہر روز اسے مخالفت کے ایک قند جدید سے سابقہ پڑا ہے۔ اور ہر وقت اسے باطل کی نوخیز تحریکوں کو دبانے اور مٹانے کی فکر رہی ہے۔ نبوت کا دعویٰ کر کے مقام نبوت کی عظمت و رفعت کو کھودینے کی تمنا کرنے والے ایک نہیں سینکڑوں گذرے ہیں۔ اور ان سب کی اپنی کوششوں میں صاف ناکامی، اور اپنے عمل میں واضح شکست کے پورے علم کے باوجود نبوت کے اسی راستہ سے اسلام کے جدا طہر کو جابجا سے زخمی کرنے والے کیا اس دور میں نہیں ہیں؟

علی بن محمد صاحب الزنج کا یہ قصہ نبوت بھی اسی حسرت ناکام اور شوقی پامال کا ایک ٹکڑا ہے۔ برا نہیں کہ جہاں اس قسم کے دیوانگان شوق کی اور بہت سی داستانیں ہمارے زبان پر آئی ہیں وہاں اس سر پھرے اور دل بگڑے ہوئے آدمی کی روح کو بھی ہم اپنے

ویرالت منوانے کے لئے ثبانیہ روز عبادت کی لمبے لمبے چٹے کھینچے۔ مات مات بھر قیام کیا۔ اور مہینوں روزے رکھ کر گزار دیئے دیکھنے میں شخص بہت خند رسیدہ اور برگزیدہ انسان معلوم ہوتا تھا اور اس کی باتیں ایسی مؤثر ہوتی تھیں کہ جس سے یہ دو باتیں کرتا۔ اسی کو اپنے تیر محبت کا شہید اور نادر علم کا قاتل بنا دیتا تھا اسے بعض ایسی شعبہ بانڈیاں اور نظر بندیاں بھی حاصل تھیں جنہیں یہ نہایت خاموش و پراسرار طریقہ پر عمل میں لا کر دنیا کو محو حیرت کر دیتا تھا۔ ان شعبہ بانڈیوں کو اس نے اپنے معجزات نبوت کے طور پر استعمال کیا کہیں سحر و نظر بند ہی سے کسی ایک برتن سے دس برتن نکال دکھائے۔ کہیں ابھی پودا نصب کیا ابھی وہ پورا اور دخت بن کر لہلہا اٹھا اور ابھی اس پر پھل آگیا۔ کہیں اس نے ایسا کیا کہ بے موسم کے پھل جیسا کہ کے لوگوں کی تواضع کی۔ کبھی کسی ایسی جگہ سے جہاں پہلے کوئی چیز نہیں رکھی تھی اس نے گرم گرم کھانوں اور لذت بخشائیوں کی قابووں پر قابض نکال کر سامنے رکھ دیں۔ ظاہر ہے کہ ان شعبہ بانڈیوں کو معجزات نبوت سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔ اس طرح کے شعبہ سے دکھا دینے والے ساحر تو آج بھی سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں۔ مگر سچ کہا ہے کسی کہنے والے نے کہ دنیا میں احمقوں اور نادانوں کی کمی نہیں۔ دنیا میں ایک عقلمند ہے

یہ قوت ہزار، اور ایک سمجھدار ہے تو نادان کئی صد، ایسے ہی بے سمجھ لوگ علی بن محمد کی ان شعبہ بانڈیوں پر چکر کھا گئے۔ اور اسے بڑی روحانی طاقت رکھنے والا انسان سمجھنے لگے، علی بن محمد کا اصل مقصد خلیفہ اسلام کی قوت مضاعف کر کے عالم اسلامی کی بادشاہت حاصل کرنا تھا۔ اور اسی غرض کے لئے اس نے یہ سارا ڈھونگ بھرا تھا۔ چنانچہ اس نے ان شعبہ بانڈیوں، ان نظر بندیوں اور اپنی مصنوعی بزرگی اور ولایت کے سہارے پر بڑی تیزی سے اپنی نبوت کا جال پھیلا دیا۔ لاکھوں آدمی اس کے دام فریب میں پھنس گئے۔ اور بے شمار مسلمان اس کی بدولت ایمانی دولت سے محروم ہوئے۔ اس زمانہ میں زندگی غلاموں کا ایک فرقہ تھا جو سیاسی قوت کے اعتبار سے بہت پسماندہ تھا مگر اس فرقہ کی تعداد بہت تھی اور حوالی بصرہ سے خلیج فارس تک اس فرقہ کی آبادی تھی۔ علی بن محمد نے غنیمت سمجھا کہ غلاموں کی اس جماعت کثیر کی اسے مدد حاصل ہو جائے۔ کہ وہ اس فرقہ کے جوان عمر بہادروں کی جانبانہ پیش قدمیوں کی بدولت مملکت اسلامی پر قابض ہو سکے۔ اس نے اعلان کیا کہ میں زندگی غلاموں کا حامی بن کر دنیا میں آیا ہوں۔ اور مجھے اللہ پاک نے ایسی پست و در ماندہ فرقہ کو نصرت یا ب کرنے اور اسے گوشہ گمنامی سے نکال کر بادشاہ

کے زرنکار و نوشنا محلوں میں پہنچا دینے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے۔ اور اس کے اس خود غرضانہ اعلان زندگی غلاموں نے تائید اس کی نبوت کو قبول کیا۔ اور جوق در جوق اس کے علم سیادت کے نیچے آکر جمع ہو گئے۔ علی بن محمد کو انہی زندگی غلاموں کی حمایت کی وجہ سے صاحب الزنج کے لقب سے یار کیا جاتا ہے۔ آہستہ آہستہ علی بن محمد کو ایک شکر عظیم اور کھانے پینے کا سامان کا ایک کثیر انبار حاصل ہو گیا۔ اس نے بڑی چالاکی سے اپنے حلقہ اثر میں اپنے مقاصد کی تبلیغ کی اور اپنے متعلق اس کے عقیدہ مند خیالات کو بکثرت کرنے کے لئے اپنی سحر سیرانی اور شعلہ مقامی سے کام لینا ہمارے بہت متعجب و سخت کوشش انسان تھا۔ ایک عرصہ دراز تک بڑے استقلال کے ساتھ اپنے مقاصد کی تبلیغ کرتا رہا۔ جب اس کی قوت ہر طرح مستحکم ہو گئی تو اس نے بصرہ میں خلافت کے خلاف بغاوت پھیلائی۔ اور صاحب خلافت پر غلط الزام گھر کر لوگوں میں خلیفہ معتمد بن متوکل کے خلاف بے طرح جذبات نفرت پیدا کر دیئے۔ آخر الامر بصرہ میں خلیفہ کی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا۔ جس میں اس کی بیدار فوج نے تین لاکھ مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ خلیفہ فاطمہ کے کھانے پر جو علاقہ آباد تھا اس میں کابل جو دہ سال تک اس نے افراتفری پھیلا رکھی مخلوق خدا اس ہولناک جنگ و بدامنی سے تنگ رہی۔ اور انہیں زندگی کا امن و سکون حاصل کرنے میں ہزار گونہ تکلیفیں اٹھانی پڑیں۔

تاہم طبری تاہم مسعودی اور تاہم خلیکان کا بیان ہے کہ اس نے اپنے حلقہ اثر میں خواہشات نفسانی کی ایسی ہیما: اسپرٹ پیدا کر دی تھی کہ ان میں سے ہزاروں آدمی باختمہ اور بے شرم لوگوں نے دن دھاڑے حسنی اور عباسی عورتوں پر دست دراندازی کی۔ عرصہ تک نواح بصرہ میں یہ عالم رہا کہ عورتیں گھروں کے گوشوں اور کونوں میں چھپی رہیں اور انہیں اس شیطانی گمراہی کے ڈر سے اپنے گھر میں بھی چلنے پھرنے کی جہلت نہیں ملی۔ جو عورت باہر آئی اسی پر شیطان پرست چھٹ پڑے۔ اور جو عصمت و عفت کا دھندہ ہوا انہیں ملا اسی کو انہوں نے اپنی مجنونانہ دست دراندازیوں سے مزید مزید کر ڈالا۔ مملکت پر بدامنی و شوش پسندی کی گھنگھور گھنائیں چھائی رہیں۔ اور علی بن محمد کی فتنہ بازی نے نظام اسلامی کے مرکزہ خاص پر بڑا اثر ڈالا۔

قدرت کا انتقام

آخر کار علی بن محمد کی بریادی اور اس کے پھیلانے ہوئے فتنے کی سرکوبی کا وقت آن پہنچا۔ اور قدرت کے مضبوط ہاتھ نے اس کی رشتہ دگ کو چاکر کر ڈالا۔ جو موثق باللہ کے نام سے مشہور اور خلیفہ معتمد بن متوکل کا بھائی تھا۔ خلیفہ کے خاص حکم و انتظام سے اس سے جنگ کی۔ اور میدان جنگ میں اپنی دانائی و ہنرمندی سے شکستہ میں کابل چند سال کے مجاہدہ و مقابلہ کے بعد علی بن محمد کو قتل کر دیا، اس کے سارے قبضے تباہ

انہیں ان کے کیفر کرداد کو پہنچا یا گیا۔ اس طرح علی بن محمد کا اٹھایا ہوا یہ فتنہ نبوت سپرد خاک ہوا اور آج اس کی ناکامی کی یہ داستان اصحاب الوالابصاء کے لئے نشان عبرت بن کر رہ گئی۔

گئے یا گرفتار کر کے قید خانہ کی آہنی سلاخوں کے پیچھے مجبوس ہوئے جو لوگ اس پر ایمان لائے تھے انہیں عبرت انگیز منبریں دی گئیں۔ اور جن احمقوں نے اس فتنہ مجسم اور کفر مشکل کی حمایت اور تصدیق کی

خدا اور مذہب کی عداوت کیونٹوں کا بنیادی عقیدہ ہے

(از مولانا سید سیاح الدین صاحب کاکا خیل مدرس العلوم عزیزیہ بھیر)

نے اپنے ذاتی منافع کے لئے مزدوروں کو کمزور کرنے کے لئے سرمایہ دارانہ نظام کو بڑھایا تو ایسے لوگ پیدا ہو گئے جنہوں نے مزدوروں کی حمایت میں آواز بلند کی۔ اور مزدوروں اور کاشتکاروں کے معاشی مفاد کو تقویت پہنچانے کی سعی کی۔ اور معاشی مساوات کا خیال ظاہر کیا۔ ان لوگوں میں سین سیون (۱۷۹۰ تا ۱۸۲۵) کا نام سب سے پہلے لیا جاتا ہے۔ اور اس کے بعد کیے بعد دیگرے اور لوگ بھی پیدا ہوتے رہے۔ جو اس سلسلہ میں مہر و فاعل بن گئے۔

آج کل دنیا میں جس اشتراکیت کا بول بالا ہے۔ اور اس میں نے اس مضمین میں زیادہ تر استفادہ مولانا مسعود عالم صاحب ندوی کی کتاب "اشتراکیت اور اسلام" سے کیا ہے جس میں کو تحقیقی طور سے اس مسئلہ کو سمجھنے کی خواہش ہو۔ وہ مولانا موصوف کی یہ کتاب ضرور پڑھ لیں۔

آج کل اجادات و وسائل میں کمیونزم، سوشلزم، کمیونسٹ اور سوشلسٹ وغیرہ نام آپ حضرات اکثر پڑھتے رہتے ہیں، اور اشتراکیت، اشتمالیت کے الفاظ بھی اکثر نظر سے گزرتے ہوں گے۔ مگر اس لینن کا نام بھی بار بار دیکھا اور سنا ہو گا۔ یہ اشتراکیت و حقیقت ایسی تحریک ہے جو ۸۰-۹۰ سال کے اندر بڑے سارے سامان اور بڑی زبردست علمی تیاریوں کے ساتھ پورے ورش با کر دنیا پر چھا گئی ہے۔ اس کا ایک پورا نظام فلسفہ ہے جس پر اخلاق، تمدن، معیشت، معاشرت، ادب، تعلیم، علوم طبعی، عرص تمام شعبہ ہائے زندگی کے متعلق ایک ہم گیر دین "کی عمارت قائم کی گئی ہے یہ اشتراکیت دراصل یورپ کے سرمایہ دارانہ نظام کے رد عمل کا نام ہے۔ یورپ میں نظام جاگیر داری کے بعد نئے نئے کارخانے جب کھل گئے اور کارخانہ داروں

ہندوستان میں بھی اسی مذہب کو فوجوں کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ وہ مارکس کی انقلابی اشتراکیت یا "اشتالیٹ" ہے، اشتراکیت (سوشلزم) اور اشتالیٹ (کیونزم) کے درمیان اگرچہ فرق ہے لیکن اصل نظر یعنی معاشی مساوات اور سرمایہ داری کے استیصال کے جذبہ میں دونوں کا اتحاد عمل ہے۔ یوں سمجھئے کہ اشتراکیت (سوشلزم) کے مارکسی ایڈیشن یعنی انقلابی اشتراکیت کا نام اشتالیٹ (کیونزم) ہے اور اس مارکسی اشتراکیت کے روسی ایڈیشن کا نام "بالشویزم" ہے۔ یعنی مارکس کی تعلیمات کو جب روس کے ملک میں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی گئی، اور کافی عرصہ تک انقلاب کے لئے زمین ہوا کہ نہ کرنے کے بعد روسی کمیونسٹوں کو لینن کی سرکردگی میں انقلاب روس ۱۹۱۷ء کی شکل میں کامیابی حاصل ہوئی، تو یہ کامیاب ہونے والی پارٹی جو انقلاب اور نوجوان ریزی کے حق میں تھی، اکثریت میں ہونے کی وجہ سے بالشویک (یعنی اشتراکیت والی پارٹی) کہلائی، اور ان کا مسلک بالشویزم کے نام سے مشہور ہوا اور لینن کی موت یعنی ۱۹۲۴ء کے بعد سے لے کر آج تک اسٹالن اسی پارٹی کا لیڈر اور روس کی اشتراکی حکومت کا ڈکٹیٹر ہے۔

کارل مارکس نے اشتالی غشورہ کیونزم یعنی فسطو ۱۸۴۸ء میں شائع کیا جو آج تک اشتالیوں کا لائحہ عمل بنا ہوا ہے۔ اور ۱۹۲۹ء سے مارکس نے (جو جرمنی کے شہر برلن میں ۱۸۱۸ء کو پیدا

ہوا تھا) لندن میں مستقل سکونت اختیار کی۔ اور اپنی تحریروں سے مختلف ملکوں کے اشتراکیوں کو عمل اور جدوجہد کی دعوت دیتا رہا۔ ۱۸۸۳ء میں وہ دنیا سے چل بسا۔ اس کے مرنے کے بعد فریڈرک اینجلز (جو ۱۸۲۸ء میں پیدا ہوا تھا اور ۱۸۹۶ء میں مارکس کا وفادار رفیق بنا تھا) اشتراکی جماعت کا مقتدا بنا۔ اور مرتے دم تک مارکس کے بعد اس نے برابر اشتراکی خیالات کی تبلیغ و اشاعت کی۔ اشتراکی مذہب میں مارکس کے بعد اس کا دوسرا درجہ ہے ۱۸۹۵ء میں وہ بھی مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد کارل کاٹسکی مارکسی اشتراکیت کا سب سے بڑا شاعر اور مفسر تسلیم کیا جاتا تھا۔ اور اس کی یہ حیثیت ۱۹۱۲ء کی جنگ عظیم تک قائم رہی۔

۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب کے بعد اس مارکسی اشتراکی تحریک کی مرکزیت روس کو منتقل ہو گئی۔ اور وہیں مارچ ۱۹۱۹ء میں تیسری بین الاقوامی انجمن کی داغ بیل ڈالی گئی جو کمیونسٹ انٹرنیشنل کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اور کچھ عرصہ پہلے تک دنیا بھر کے اشتالیوں (کمیونسٹوں) کی واحد قبلہ گاہ رہی، گو ایسے اشتراکی ابھی دنیا کے مختلف حصوں میں بڑی تعداد میں موجود رہے۔ جو اپنے کو مارکس کا سچا پیرو سمجھتے ہوئے بھی تیسری بین الاقوامی سے اختلاف رکھتے تھے اور کہتے ہیں، انہی میں ہندوستان کی "کانگریس سوشلسٹ پارٹی" بھی ہے۔ ان لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ روس کے اشتالی مارکس کی اصلی

تعلیم سے ہٹ گئے ہیں کیونٹس انٹرنیشنل (ماسکو) تشدد پر خاص عقیدہ رکھتی تھی۔ اسے عام طور پر مخف کر کے کو منتر بھی کہا جاتا ہے۔

اشتراکیت کی تاریخ اور اس کی مختلف شاخوں کی تفصیل اور اشتراک کی لیڈروں کی سوانحی اور اُن کے کارناموں کا ذکر مقصود نہیں وہ ایک مستقل چیز ہے۔ یہاں صرف مجمل اشارات میں یہ بتانا ہے کہ اصل خیالات کے اعتبار سے اور مارکس ایجنڈہ وغیرہ کی عقیدت اور اُن سے متاثر ہونے کی حیثیت سے سوشلسٹ اور کیونٹس دونوں برابر ہیں جو کچھ فرق ہے وہ طریق کار اور مارکس کے "مذہب" کی تفسیر و تشریح کے اعتبار سے ہے اس لئے بقول محترم نعیم صدیقی صاحب ان سب کے ہاں: "مارکس" خدا۔ لینن پیغمبر (کیٹل سر آصف مارکس) الکتاب اور روٹی کلمہ ہے

اور مولانا مسعود عالم نے فرمایا ہے کہ ایجنڈہ کی حیثیت روح القدس کی ہے۔

(اشتراکیت اور اسلام ص ۷)

سوشلسٹوں کا نظریہ یہ ہے کہ مارکس کی تعلیمات کو ہر ملک میں جامہ عمل پہنانے کی ضرورت ہے۔ اور چونکہ وہ موجودہ روسی حکومت کو اصلی مارکسی تعلیم سے ہٹی ہوئی سمجھتی ہے۔ اس لئے روس کے ساتھ اُن کا کوئی باضابطہ تعلق نہیں۔ اور کیونٹس نے "ماسکو" کو اپنا قبلہ مقصود قرار دیا ہے۔ اور مارکس کے اشاروں سے وہ ہر ملک میں عمل درآمد

کرتے اور ان کی پالیسی سے اپنی پالیسی متعین کرتے ہیں چنانچہ اس جنگ ثانی میں جب جرمنی نے روس پر حملہ کر دیا۔ اور برطانیہ روس کا حریف بننے کی بجائے حلیف بن گیا تو اس تحالف کے ساتھ ہی کیونٹسوں کی پالیسی بھی بدل گئی۔ اور انہوں نے روس کے اشاروں پر وقتی مقتضیات کا خیال کر کے انگیزیوں کو پریشان کرنا چھوڑ دیا بلکہ اس جنگ کو قومی جنگ قرار دے کر حکومت کی امداد و اعانت کی۔ ہندوستانی کیونٹسوں کے بڑے لیڈر ایم۔ این۔ رائے نے کانگریس کو چھوڑ کر حکومت کا ایک ذمہ دارانہ عہدہ قبول کیا۔ تمام کیونٹس جیلوں سے باہر نکالے گئے۔ وہ بڑے بڑے کانگریسی کیونٹس جو کانگریس میں داخل اور کچھ عرصہ قبل حکومت کے سخت مخالف تھے کھلم کھلا حکومت برطانیہ کے وفادار بنے۔ اور اگست ۱۹۴۷ء کی تحریک آزادی میں انہوں نے بالکل حصہ ہی نہ لیا۔ بلکہ انہوں نے اس کو غلط قرار دیدیا۔ چنانچہ کانگریس کے احکام کی خلاف ورزی۔ دہلین کے توڑنے اور کانگریس کے حریف برطانیہ کی حالت کے جرم میں وہ سب کے سب کانگریس سے نکال دیئے گئے سوشلسٹوں کا تعلق کچھ روس سے نہ تھا اس لئے انہوں نے اخیر تک پورے طور سے کانگریس کا ساتھ دیا۔ اور جیلوں میں پڑے رہے اور بعض اب تک قید و بند کی مصیبتیں برداشت کر رہے ہیں جب وطنی غذا دی کے جرم میں کیونٹس کو کانگریس سے مجرم اور غدار قرار دیئے جانے

خیر؟ تو یہ مسلم کمیونسٹ "کانگریس" سے نکالے جانے کے بعد مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں میں اثر و نفوذ کرنے اور زہر پھیلانے کے لئے دھڑا دھڑا داخل ہو گئے اور مسلم اکثریت کی سب سے بڑی سیاسی جماعت مسلم لیگ پر تو ایسے حاوی ہو گئے کہ کلیدی موڑ چوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا۔ ہم کو مسلمان کانگریسیوں سے بھی شکایت ہے کہ انہوں نے بھی کانگریس کے ساتھ اشتراک کے زمانہ میں اسلام کے ان خطرناک دشمنوں کی صحیح پروموشن قوم کو نہیں بتلائی۔ اور ہمیشہ ان کو عزت کا مقام دے کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ اور نیکی بھائیوں سے بھی شکایت ہے کہ انہوں نے کمیونسٹوں کی عملی جدوجہد اور کارکردگی سے نفع اندوزی اور متمتع کی خاطر اور اپنی اکثریت دکھانے کے شوق میں ان خطرناک لوگوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اور ان کو لیگ پر حاوی ہونے کا موقع دے دیا۔ اور اب مسلمانوں کے ٹھیکیدار لیگیت کے لباس میں ہزاروں نوجوانوں کے دین و ایمان پر ڈاک ڈال رہے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ کمیونسٹوں میں کیا خرابی ہے۔ وہ تو صرف

لے جیسا کہ گذر چکا۔ کمیونسٹوں اور سوشلزم دونوں اصل کے اعتبار سے ایک ہیں لیکن موجودہ حالات میں اسلام کے لباس میں کمیونسٹ ہی جلوہ گزیر رہے۔ مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں پر حاوی ہو رہے ہیں اس لئے ہم اس مضمون میں کمیونسٹوں اور کمیونسٹوں کا نام ذکر کریں گے۔ درنہ ذہب کی مخالفت اور اسلام کی دشمنی کے لحاظ سے ہم دونوں کو ایک اور دونوں سے اقتباب لازم سمجھتے ہیں۔

کے بعد نکالا گیا۔ تو اب انہوں نے مسلمانوں کی جماعتوں میں گھس کر یہاں لاندہ ہی پھیلانے کی مہم شروع کی جیسا کہ آئندہ عرض کر دوں گا۔ کوئی شخص پور کمیونسٹ بننے کے بعد مسلمان رہ نہیں سکتا کیونکہ اسلام میں بعد المشرقین ہے لیکن اس صدی کے مختلف عجائبات اور نوادہ میں سے ایک عجوبہ کاری یہ بھی ہے کہ بڑے بڑے سمجھ دار بھی جمع بین الاقصاد کا نادہ کرشمہ کر دکھاتے ہیں، اور بے جھجک اور بے کھٹکے "مسلم کمیونسٹ" کی اصطلاح عام طور سے مشہور ہو گئی ہے۔ اور کمیونسٹ کو مسلم صرف اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے خاندان کا چشم و چراغ ہے یا اس کا نام عبداللہ و عبدالرحمن ہے یا وہ کوئی مضموی و جعفری ہے۔ حالانکہ بقول مولانا مودودی صاحب جس طرح بدھسٹ قصائی "یا" سوشلٹ جابن کہتا غلط ہے۔ اسی طرح مسلم کمیونسٹ کہنا بھی یقیناً غلط اور جمیع بین الصنیدین ہے۔ مگر ایسے فوہلوں کے لئے ہم کو بھی صرف اس بات کے بتلانے کے واسطے کہ یہ لوگ مسلمانوں کے خاندانوں سے تھے اور ملت اسلامیہ سے کٹ کر اور محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا قلاوہ گردن سے نکال کر ملت و دینیہ میں شامل اور مارکس کے غلام بن گئے ہیں۔ مجبوراً "مسلم کمیونسٹ" اسی لکھٹا پڑے گا۔ کیونکہ اب تک کوئی اور ایسی عام فہم اصطلاح نہیں جو ایسے کمیونسٹوں کے لئے استعمال ہوتی ہو۔

ایک ایسی جماعت ہے جو یکسوں، غریبوں، مزدوروں اور کاشتکاروں کی حمایت کر رہی ہے۔ معاشی مساوات اور ہر شخص کو ملتی جلتی ہیا کرنے اور کپڑا پہنانے کی جدوجہد کر رہی ہے۔ اور اسلام کی بھی تو یہی تعلیم ہے۔ اسلام نے بھی غریبوں اور بے کسوں کی ہمدردی اور امداد و اعانت کا حکم دیا ہے۔ اسلام بھی رنگ و نسل کا دشمن۔ مساوات کا داعی اور غریب طبقوں کی بھلائی چاہنے والا اور سرمایہ داروں اور سامراج کا دشمن ہے۔ اور اشتراکیت بھی یہی کچھ ہے۔ اس لئے جب اشتراکیت اسلام کی مخالف نہیں تو پھر اس سے اجتناب کرنے اور اشتراکیوں سے پیرامی کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اسلام اور اشتراکیت کو ایک سمجھنے اور سمجھانے کی یہ لمبی چوڑی تقریر کرنے والے بعض تو وہ سادہ لوح ہوتے ہیں جن کو چالاک شکاریوں نے یہ سمجھایا کہ اشتراکیت تو درحقیقت صرف اتنی چیز ہے کہ مزدوروں کسافوں کے حقوق کی علیہ راہی ہو۔ سرمایہ داری کا استیصال ہو۔ ظالموں کو غاصبہ قبضوں اور ناجائز نفع اندوڑیوں سے روکا جائے۔ اور دولت کی مساویانہ تقسیم ہو۔ اور اس میں کوئی بات اسلام کے خلاف ہے۔ حالانکہ اگر کسی کو اشتراکیت کی صحیح حقیقت معلوم ہو جائے تو وہ سمجھ لے گا کہ یہ محض ایک پر دیگندہ ہے اور یہ چالاک شکاری معاشی مفاد اور "روٹی پیٹی" کی طمع دلا کر سادہ لوح اور بے خبر فوجیوں کو بتلائے فریب کر رہے ہیں۔ حالانکہ واقعی یہ

کہ اشتراکیت ایک مرتبہ اور مربوط نظام زندگی ہے اس کا دائرہ نفوذ نہ صرف معاشی زندگی تک محدود ہے۔ اور نہ صرف غریبوں اور مفلسوں کی اقتصادی مشکلوں کا حل ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ اخلاق تمدن و تہذیب اور مابعد الطبیعی تخلیقات کا ایک مستقل نظام بھی ہے۔ اور جو کوئی اشتراکیت کا نام لے گا وہ اس پورے نظام کا داعی اور حامی سمجھا جائیگا۔ ایک شخص کے کیونسٹ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مارکس کے اشتراکی فلسفہ کی بنیادوں پر اخلاق، تمدن، معیشت، معاشرت، ادب، تعلیم وغیرہ کی جو بنیاد عمارت قائم ہو گئی ہے۔ اور جس نے ایک ہموگیر "دین" کی حیثیت حاصل کی ہے یہ شخص اسی دین کا کامل پیرو ہے۔ اب دوسری طرف تہذیب اسلام بھی ایک مرتبہ اور مربوط ہموگیر نظام زندگی ہے اسلام عقائد و عبادات کے ساتھ ساتھ تعلیم، اخلاق و معاملات کو بھی شامل ہے۔ اس کا ایک الگ عادلانہ نظام معیشت ہے مستقل تہذیب اور زندگی کا ایک جامع دستور العمل ہے جس کے دائرے سے نظام سیاسیات اور معاشیات کا کوئی گوشہ باہر نہیں۔ اب جو شخص اشتراکیت کی حقیقت کو بھی سمجھتا ہو۔ اور اسلام کی حقیقت کو بھی جانتا ہو۔ وہ کبھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ کوئی اشتراکی اسلام کے ساتھ بھی تعلق رکھ سکتا ہے۔ اور مارکس کا پیرو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی پیرو رہ سکتا ہے۔ شتان بین مشرق و مغرب۔

یہی وجہ ہے کہ اشتراکیت کا پروپیگنڈا کرنے والے ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہے ہیں کہ مسلمان نوجوانوں کو سمجھایا جائے کہ مذہب اسلام اگر کچھ ہے تو بس صرف چند عقیدوں کا نام ہے۔ باقی اس کا کوئی مرتب نظام نہیں اور نہ تمدن، تہذیب اور علوم و فنون اور اخلاق کے بارے میں وہ کوئی مستقل رہنمائی کر سکتا ہے۔ نظام حکومت کے ساتھ اس کا مستقل طور سے کوئی سروکار نہیں اور جس مسلمان اہل قلم اور عالم دین کے بارے میں ان اشتراکی حضرات کو یہ علم ہو جاتا ہے کہ وہ ٹھوس دلائل کے ذریعہ سے نوجوانوں کے ذہن میں یہ مسئلہ بٹھا رہا ہے کہ اسلام ایک عالمگیر اور ہمہ گیر نظام ہے اور زندگی کے تمام شعبوں کی درستگی و اصلاح کے لئے اور ہر مہین کی زندگی گزارنے کے لئے سب کچھ سامان اسلام میں موجود ہے۔ تو اس کو اپنی تبلیغ اور تہذیبی راہ میں ایک زبردست مزاحم سمجھ کر اس کی توہین و تحقیر کے درپے ہو جاتے ہیں۔ اور لطائف المیل سے مسلمان نوجوانوں کی نگاہ میں اس کی وقعت گھٹانے کی سعی کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ مولانا مودودی صاحب اور ان کی جماعت اسلامی کے بارے میں آج کل کمیونسٹ لیڈروں اور کمیونسٹ اخباروں اور رسالوں نے کیا کچھ ہنگامہ برپا کر رکھا ہے۔ اور کن کن چالاکوں سے ان کو بدنام کرنے کی جہم شروع کر رکھی ہے

قارئین شمس الاسلام کو شاید یاد ہو گا کہ گذشتہ سال ۱۹۴۵ء کے جولائی، اگست، ستمبر کے پرچموں میں ہم نے "اشتراکیت کے ملیح آبادی ایجنٹ کی ہرزہ سرانیوں اور مولانا ندوی کے باطل شکن خطبہ صدارت پر اس کی تلافی" کا ذکر کیا تھا۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی زید مجدہ نے اپنے خطبہ صدارت میں ارشاد فرمایا تھا کہ اسلام کا مستقل نظام اخلاق ہے۔ مستقل نظام تمدن و معاشرت ہے۔ مستقل اقتصادی نظام ہے۔ مستقل تعلیمی نظام ہے۔ مستقل نظام حکومت ہے۔ تو اس پر ملیح آبادی بھڑک اٹھا تھا کہ مولانا ندوی مسلمانوں کو یہ کیوں بتا رہے ہیں کہ اسلام ایک ہمہ گیر نظام ہے اور دلائل تو اس حضرت کے پاس تھے نہیں۔ اس لئے ایسا لب و لہجہ اختیار کیا جو اشتراکی اخلاق والوں کا تو ہو سکتا ہے لیکن کسی یا انفاق مسلمان کا نہیں ہو سکتا۔ ملیح آبادی صاحب کی اس تلافی

لے اشتراکی اخلاق کی تفسیر جامع الفاظ میں یہ ہے۔ جو کچھ جماعتی جدوجہد کی نائیڈ ہو عین حلال و درست اور جو اس کے راستہ میں مزاحمت کرتا ہو جہاد و ناجائز و مبادیات اشتراکیت اور لینن نے ایک تقریر میں نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہا تھا "جماعتی مفاد کی خاطر جرائم کا ارتکاب، دروغ بانی، فریب دہی عین حق و صداقت ہے نہیں بلکہ معاندین کے خلاف کذب و افترا ہی بعض اوقات سب سے اہم حربے ہوتے ہیں" (ایمن اینڈ گاندھی)

اور تیسری بین الاقوامی کی چھٹی عالمگیر کانفرنس (۱۹۴۵ء) میں اسی پنج پر یہ پروگرام مرتب ہو کر پاس ہوا تھا۔

”مذہب (یعنی خلقت کی ایون) کے خلاف جہاد کہ ناہنجی انقلاب کا اہم حصہ ہے۔ یہ ہم مسلسل اور مرتب طور پر جاری رکھنی چاہیے۔“

اور ان کو صاف طور سے بتایا گیا ہے کہ عوام کی مذہبی رجعت پسندی کے خلاف ہم نہایت عبور و سمجھ بوجھ کے ساتھ چلانی چاہیے۔ ہر بات پر ایمان لانے والے بڑے ذکی الحس ہوتے ہیں مسخرہ بین اور اتہزاء سے مذہب شکن ہم کو نقصان پہنچ جائیگا

یہ تو مذہب کے خلاف کام کرنے اور دہریت کے لئے زمین ہموار کرنے کے طریقوں کی تلقین کی جا رہی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اشتراک کی تحریک کے اصل مدعیوں اور بانیوں کے نزدیک سب سے پہلے مذہبی انقلاب کی ضرورت ہے کیونکہ ان کے نزدیک دنیا میں غریب انسانوں پر جس قدر ظلم و استبداد کی قیامتیں ٹوٹ رہی ہیں یہ سب مذہب کے وجود سے ہیں۔ اور ان مصائب و آلام کا استیصال اس وقت تک ناممکن ہے جب تک لوگوں کے دلوں سے خدا کے وجود کا اعتقاد قاطبہ مٹا نہ دیا جائے۔ اور ان اشتراکیوں کا یہ بنیادی عقیدہ ہے۔

لہذا یہ تمام حوالے اشتراکیت اور اسلام میں موجود ہیں۔

کی اصلی وجہ بس یہی تھی کہ نوجوانوں کو اگر یہ سنیں کہ دیا گیا کہ اسلام ایک مکمل ضابطہ اور نظام ہے تو پھر نوجوانوں کو اشتراکیت کے نہریلے انجکشن کہا کہ سکیں گے۔ پس جس کسی نے اسلام کو سمجھا وہ کبھی ان چالاک شرکاروں کے دام فریب میں پھنس نہیں سکتا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اشتراکیت اور اسلام میں تضاد ہے۔ اور اشتراکیت کی اشاعت اور اس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے اور اس کی جڑوں کو دودھ و دہک پھیلانے کے لئے مطلق مذہب اور پھر خاص کر اسلام جیسے ”منظم مذہب“ کی تردید اور اس کا استیصال ضروری ہے۔ لیکن اگر یہی اشتراک کی کھلے الفاظ میں ایسے ماحول میں مذہب کی مخالفت کرنے لگ جائیں۔ جہاں ابھی تک مذہب کی وقعت باقی ہو اور کھلم کھلا ارتداد قبول نہ کر سکتے ہوں۔ تو اس صورت میں ان کی بدنامی اور ناکامی و سوائی یقینی ہے۔ اس لئے لینن کے ان جیلوں کو ان کے گرونے اس زبر کے پھیلانے کا طریقہ سمجھایا ہے۔ اور دوس کی اشتعالی پارٹی کے پروگرام مرتبہ ۱۹۱۹ء زیر عنوان عام سیاسی اور معاشی مسئلے (۱۳) میں یہ ہدایت دی گئی ہے کہ:-

ساتھ ساتھ ہمیں معتقدین کے مذہبی جذبات کو گزہ نہ پہنچانے سے بچنا چاہیے کہ اس سے مذہبی وحشت میں اور زیادہ دبی ہی ہوتی ہے۔“

”دنیا میں سب سے پہلا اور سب سے بڑا
استبداد کا حامی خود خدا ہے“
اور خود لینن خدا کے تصور کی ابتدا کی وجہ سے
بیان کرتا ہے کہ:-

”سرمایہ داری کی غیر مرئی قوتوں نے ذہن انسانی
میں ایک ڈر کی صورت پیدا کر دی ہے۔ جس سے
ایک حاکم اعلیٰ کے تخیل کی بنیاد پڑی۔ اسے انسان
نے خدا کے نام سے ہمارا شروع کر دیا۔ سو جب
ہمک خدا کا تخیل ذہن انسانی سے فائدہ کر دیا
جائے۔ یہ لغت کسی طرح دور نہیں ہو سکتی۔“

لینن مادکس کے حوالہ سے اپنے ایک مقالہ مطبوعہ
لیبر منتھلی بابت دسمبر ۱۹۲۶ء میں لکھتا ہے:-

”مذہب لوگوں کے لئے ایفون ہے۔ اس لئے
نظر یہ مادکس کی رو سے تمام دنیا کے تمام مذاہب
اور کلیسا سرمایہ داری کے آلہ کار ہیں۔ جن کے
توسط سے مزدور جماعت کے حقوق کو پامال کیا
جاتا ہے۔ اور انہیں فریب دیا جاتا ہے۔ لہذا
نفیس مذہب کے خلاف جنگ کرنا ہر اشتراکی کیلئے
ضرور ہے۔ تا آنکہ دنیا سے مذہب کا وجود ہی
میٹ جائے۔“

”مبادیات اشتراکیت“ کے باب ۸۹ میں اس
کے مصنف نے لکھا ہے:-

”لینن کے متبعی میں مذہب کو ایفون کے ساتھ تشبیہ دینے کا
مقولہ آپ کو ہر اشتراکی کی تحریر و تقریر میں موجود ملے گا۔“

”اشتراکیت کے نام لیواؤں کا اولین فرض ہے کہ
مادکس کے اس قول کو کہ مذہب عام لوگوں کے لئے
ایفون ہے عام لوگوں کے ذہن نشین کرادیں۔ اور
انہیں یقین دلادیں کہ ازمنہ گذشتہ میں کیا اور دور
حاضر میں کیا متمدن اور مکرش انسانوں کے ہاتھ
میں مذہب ہی ایک ایسا حربہ ہے۔ جس کے ذریعہ
دنیا میں عدم مساوات، جماعتی تفریق اور غصب
عاستبداد کو برقرار رکھا جاتا ہے اور جس کے نام
سے مزدوروں کی جماعت سے سرمایہ کے دیوتا کی
پوجا کرائی جاتی ہے۔“

اور اس سے ذرا آگے چل کر لکھتا ہے:-
”مذہب اور اشتراکیت عملی اور فطری ہر وحیثیتوں
سے بالکل متضاد و متباہن ہیں۔“

اور پھر اس کتاب کے صفحہ ۲۵ پر ہے کہ:-

”جو اشتراکی اپنے مذہبی عقیدہ کو بھی ساتھ ساتھ
رکھتا ہے۔ اسے اشتراکیت سے کچھ واسطہ نہیں“
ایک دوسرا مشہور مصنف اور اشتراکیت کی
صحیح تشریح کرنے والا اہل قلم لکھتا ہے کہ
”لینن نے بار بار اپنی تقریر و تحریر میں اس بات
پر زور دیا ہے کہ اشتراکیوں کے عوام و خواص کا
نصب العین حیات ہی یہ ہونا چاہیے کہ وہ ہر ممکن
کوشش صرف کر دیں کہ خدا سے اس کا غلبہ و تسلط
سطوت و حکومت چھین جائے۔ کیونکہ اشتراکی نظام
کا بدترین دشمن خدا کا وجود ہے۔“

لینن کے مضامین اور خطبات کا ایک مجموعہ آتی

پر دو تاری سوشلسٹ پارٹی کے لئے مذہب خانگی معاملہ کی حیثیت نہیں رکھتا، ہماری پارٹی طبقہ داری شعور رکھتی اور مزدوروں کی آزادی کے لئے جدوجہد کرتی ہے۔ ایسی جماعت مذہبی اعتقادات کی پیدا کردہ جہالت سے غفلت نہیں برت سکتی۔ اور نہ اُسے غفلت برتنا چاہیے۔ مہمکت سے کلیسا کی کامل علیحدگی کا مطالبہ ہم اسی لئے کرتے ہیں کہ خالص عقلی ہتھیاروں (صحافت تبلیغ) سے کام لے کر مذہب کا ہوا دور کیا جاسکے۔ ہماری پارٹی کا ایک بنیادی مقصد مزدور کی مذہبی فریب خوردگی کا دور کرنا بھی ہے۔ (لینن ص ۱۵۱)

مذہب ان روحانی مصیبتوں کی ایک قسم ہے جو دوسروں کے آرام کی خاطر محنت مزدوری کرنے والے فاقہ کش غریبوں پر چھائی رہتی ہے۔ مظلوم طبقہ کے خلاف جدوجہد میں ناکامی کا مزد دیکھنا ہے۔ تو خواہ مخواہ اس کے دل و دماغ میں موت کے بعد ایک دوسری زندگی کا تخیل نشوونما پانے لگتا ہے۔ — مذہب ان تمام غریبوں اور محنت کش طبقوں کو جو اس دنیا میں تکلیف کی زندگی بسر کرتے ہیں قناعت اور صبر کی تعلیم دیتا ہے۔ اور جنت میں انعام و اکرام کے وعدے دلا دلا کر ان کی تسکین دہنی کرنا چاہتا ہے۔ رہے وہ جو دوسروں کی محنت پر گل چہرے اٹھاتے ہیں۔ تو انہیں یہ مذہب سخاوت اور خیرات کی تلقین کرتا ہے۔ اس طرح پر ظلم و تعدی کے جو اند کی ایک صورت نکل آتی ہے۔ اور

صفحوں کا ہے جس کو برمن پبلشنگ ہاؤس برمن روڈ کلکتہ نے شائع کیا ہے اس میں مذہب کے متعلق اس کی تحریریں اور خطبے جمع کئے گئے ہیں۔ اور ان خطبوں اور تحریروں میں ان تینوں کے اقوال اور نظریے آگئے ہیں۔ اس لئے نامناسب نہ ہوگا اگر اس مجموعہ سے کچھ اقتباسات یہاں پیش کر دیئے جائیں۔

مذہب کی تنقید سب تنقیدوں کی جڑ ہے۔ (مارکس ص ۱)

یورپ کی مزدور پارٹیوں میں دہریت ایک جانی بوجھی ہوئی حقیقت کی حیثیت رکھتی ہے۔ (اینگلز ص ۱)

مارکیت مادیت کا دوسرا نام ہے۔ اور اس لئے یہ

مذہب کی دیسی ہی سخت دشمن ہے۔ جیسی اٹھارہویں

صدی کی عام مادیت یا فیورباخ کی مادیت تھی اس

میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں لیکن مارکس اور

اینگلز کی "جدلی مادیت" فیورباخ اور اٹھارہویں

صدی کے دوسرے مادہ پرستوں سے آگے جاتی ہے

یہ مادی فلسفہ کو تاریخ اور عمرانیات پر استعمال کرتی

ہے۔ "مذہب کا قلع قمع کرنا" مادیت اور مارکیت

کی ایجاد ہے۔ لیکن مارکیت کی منزل یہیں ختم

نہیں ہو جاتی۔ مارکیت بہت آگے جاتی ہے۔ اس کا

کہنا یہ ہے۔ میں صرف مذہب کے قلع قمع کرنے کی

استعداد پیدا کرنا ہے۔ اور اس کے لئے مادی

نقطہ نظر سے اس بات کی تشریح کی ضرورت ہے

کہ مذہب اور ایمان عوام میں کیوں مقبول و رائج

ہیں۔ (لینن ص ۲)

یہ اقتباسات رسالہ اشتراکیت اور اسلام کے واسطے پیش کئے جاتے ہیں۔

ساتھ ساتھ جنت کا سستا ٹیٹ بھی ملتا ہے۔
(بین ص ۱۲)

خوف نے خدا کو پیدا کیا، سراپہ کی اندھی قوت کا خوف۔ اندھی اس لئے کہ اس کا عمل عوام کی نگاہوں سے مخفی ہے۔ ایسی قوت جو مزدوروں اور چھوٹے تاجروں کے لئے ہر قدم پر ناگہانی اور غیر متوقع تباہی کا سبب بن کر ان کے سروں پر گداگری فاقہ کشی اور عصمت فروشی تک کی لعنت مسلط کر سکتی ہے۔ یہ ہے موجودہ مذہب کی بنیاد جسے ہر مادہ پرست کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ اگر وہ مادہ پرستی کی ایجاد خوانی سے آگے بڑھنا چاہتا ہے (ص ۲)

ماسکو یونیورسٹی کے ایک پروفیسر نے روس کی تاریخ اور حمایت میں ایک کتاب لکھی ہے۔ اس کتاب میں وہ لکھتا ہے۔

بالشویک کٹر مادہ پرست اور دہریہ ہیں۔ مذہب ان کے نزدیک جہالت کی قبی گمراہی کا نام ہے یا ایک فریب ہے یا "ایفون" ہے۔ اور کلیسا ان کے نزدیک آئندہ پسند جماعتوں کا ایک ڈھونگ ہے

یہ مذہب کے خلاف ان اقوال میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اور جس غلط بیانی سے کام لے کر تنقید کی گئی ہے اس کے ایک ایک لفظ کا مدلل جواب ہو سکتا ہے لیکن یہاں مقصود جواب دہی نہیں صرف یہ بتانا ہے کہ اشتراکیت کے "اماموں" کے خیالات مذہب کے متعلق کس قدر گندے تھے۔ تو اب ان کے متقدم کسی منہ پر کہہ سکتے ہیں کہ اشتراکیت مذہب کی مخالفت نہیں

جو زیر دست انسانوں کے تذلل اور تعبد کی خاطر وضع کیا گیا ہے۔ ان کے نزدیک اشتراکیت کی تہذیب جدید میں مذہب کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔ پھر لکھتا ہے۔

"اشتراکین محض اپنی جماعت کے اراکین سے ہی اس دہریت کا اقرار نہیں لیتے۔ بلکہ غیر اشتراکین میں بھی ان عقائد کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں۔ اور آنے والی نسلوں کے افراد کے نصاب تعلیم کی اس انداز سے تشکیل کرتے ہیں کہ وہ خود بخود ایسے لادہری متفقہ کوزہن میں لئے ہوئے آگے بڑھیں۔ آگے چل کر پھر لکھتا ہے۔

ان کے نزدیک زندگی صرف اسی دنیا کی ہے اس کے بعد پھر وہ کسی اخروی زندگی کے قائل نہیں ان خیالات کی نشر و اشاعت کے لئے ان کی سوسائٹیاں قائم ہیں جنہیں جمعیت منکرین خدا کہا جاتا ہے۔ ان جماعتوں کو اشتراک کی پارٹی کی پوری امداد حاصل ہے۔ ۱۹۳۴ء میں اسی انجمن (منکرین خدا) کے صدر کی تقریر کے اقتباسات اخبارات میں شائع ہوئے تھے۔ جن میں سے اس نے اپنی انجمن کے اراکین کو مخاطب کر کے کہا تھا۔ کہ

چونکہ خدا کے خلاف برا بیگنہ کچھ سست پڑ گیا ہے اس لئے خطرہ ہے کہ مذہب شکوہ پھر نہ بھوٹ سکے۔ لہذا ضرورت ہے کہ برا بیگنہ نہایت شد و مد سے کیا جائے۔ ہندوستان ٹائمز مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۳ء (راتی)

یہ اسی مقصد کے پیش نظر دس میں مخالف الوہیت سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا۔ ۱۹۳۴ء عبادات کی آزادی تو سب جماعتوں کو

۱۹۳۴ء اکتوبر ۱۹۴۶ء

اسلام اور اقتصادیات

(از جناب مولانا فیاض عالم صاحب فی الہدیٰ مقیم دیوبند)

فضول خرچی سے اسلام نے بڑی سختی سے روکا ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے۔

وَلَا تَبْذُرْ مَالًا مِّنْهُ سَوَافٍ ۚ إِنَّهُ يَـُٔوْذُكَ بِمَا تَعْمَلُ ۚ
کافواخوان الشیطان وکان اڑاؤ حقیقت یہ ہے
الشیطان لوبہ کفورا۔ کہ بیجا خرچ کرنے
والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور شیطان اپنے
دب کا ناشکرا ہے۔

حدیث شریف میں ہے "ما عال من اقتصد"
جس نے مہانہ روئی اختیار کی محتاج نہیں ہوا۔
عرض اسلام درمیانی قسم کی خوش حال زندگی
بسر کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام اس کی اجازت
نہیں دیتا کہ خداوندی نعمتوں سے انسان کنارہ
کشی کرے۔ اور فقر و فاقہ کی زندگی بسر کرے۔

قرآن حکیم کا ارشاد ہے

قُلْ مَن حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي ۤاٰتٰی مُحَمَّدًا (صلی اللہ علیہ
اخرج لعباده والطيبات من وسم) کہہ دیجئے کہ خدا
الرذق نے جو آرائش اپنے

بندوں کے لئے پیدا کی ہے اس کو کس نے حرام کیا۔
وهو الذي سخر البحر لنا کلو ا اور (دیکھو) یہ اسی
منه لما طربوا تستخروا منه کی کار فرمائی ہے کہ
حلیۃ تلبسوا وتوی الفلک سمندر کو تمہارے

مواخر فیہ ولتبتغوا من فضله لے مسخر کر دیا ہے
تاکہ اپنی غذا کے لئے تر و تازہ گوشت حاصل کر دو
اور نہ یوں کہ قیمتی چیزیں کالو جو تمہارے پہننے میں
کام آتی ہیں۔ نیز مسر و سیاحت کے فدیو اللہ کا
فضل مال و دولت تلاش کرو۔ اور تم دیکھئے ہو
کہ جہاز سمندر میں موجیں چیرتے ہوئے چلے جا رہے
ہیں۔

اسی قسم کی اور بھی آیتیں اور حدیثیں ہیں۔ جن
میں معاشیات میں مہانہ روئی کی تلقین کی گئی ہے۔
حجۃ اللہ علی العالمین حکیم الہند امام ولی اللہ دہلوی
فرماتے ہیں "انبیاء کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ تدبیر نافذ میں
اعتدال پیدا کر دیں عیش و آرام میں زیادہ غوص
کرنے والوں کی حالت سلاطین عجم کی سی نہ ہو جائے
اور نہ یہ کہ لوگوں کی زندگیاں کو ہستانی چوٹیوں کے
باشندوں کی سی ہو جائے جو وحشیوں سے ملتی جلتی
ہے" اور ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:-

"آرام سے زندگی بسر کرنا عمدہ بات ہے۔ اس
سے مزاج درست ہو جاتا ہے۔ اخلاق میں راست بازی
پیدا ہو جاتی ہے۔ اور وہ اوصاف لوگوں میں ظاہر
ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے تمام اہل
جنس سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اور سوء تدبیر سے غیادۃ

اور عاجزی پیدا ہوتی ہے۔

(اقتباس از حجۃ اللہ باب اصلاح السوم)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔

سنبین لک ان اواجبا ان یجعل میزان الحکمة المعاشیة
ذالمرتبة الوسطی لا غیر (بدوہ یا زعمہ ص ۵۵)

(ترجمہ) ہم آگے چل کر بیان کریں گے کہ حکمت معاشیہ کا
معیار صرف اسی درمیانی درجے کو بنانا واجب ہے
مرتبہ وسطی سے امام ولی اللہ درمیانی قسم
کی مہذب زندگی مراد لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہی
بہترین زندگی ہے۔ کوہستانی اور دہقانوں کی
زندگی کو وہ بہائم کی زندگی سے مشابہ قرار دیتے
ہیں۔ اور فاضلہ یعنی حد سے زیادہ عیش
پرستی کو جیسی بادشاہوں کی زندگی ہوتی ہے، تقرب
الی اللہ اور انسانی معاشرہ کے لئے مضر قرار دیتے
ہیں۔

اقتصادی عدم توازن کے ہولناک نتائج
اقتصادی عدم توازن سے کیا کیا نتائج برآمد

ہوتے ہیں۔ امام ولی اللہ رحمہ اللہ نے اس کو بڑی
وضاحت سے بیان کیا ہے۔ امام صاحب بادشاہوں
اور وہابیوں کے لوٹ کھسوٹ کا ذکر کرتے
ہوئے لکھتے ہیں۔

یہ عیش و آرام زیادہ تکلیف کے باعث اس
لئے ہو گئے تھے کہ جب تک بہت سال نہ صرف کیا
جائے لطف حاصل نہیں ہوتا۔ اور دافرا مال حاصل
کرنے کی صورت صرف یہ ہے کہ کاشتکاروں اور

تاجروں پر ٹیکس زیادہ کئے جائیں اور ان کو تنگ کیا
جائے۔ اور اگر وہ ٹیکس ادا کرنے سے دست کش کریں
تو ان کے خلاف فوجی کارروائی کی جاتی تھی۔ اور ان
کو طرح طرح سے تنگ کرتے۔ اور اگر وہ حکام کی
اطاعت کرتے تو ان سے ٹیکس لیتے لیتے ان کو نگہبوں
اور سیلوں کے درجے تک پہنچا دیا جاتا۔ جن سے
آب پاشی اناج کاٹنے اور کاہنے کا کام لیا جاتا ہے
ان کو صرف مطلب برآمدی کے لئے زندہ رکھا جاتا ہے
پیٹ کے چکر سے ان کو ایک ساعت بھی فرصت نہیں
ملتی کہ سعادت اخروی کی طرف سر اٹھا کر بھی دیکھ سکیں
نہ وہ اس کے لائق رہتے ہیں۔

غرض سرمایہ دار طبقہ دولت کی فراوانی کے
سبب عیاشیوں میں مصروف ہو جاتا ہے۔ ظلم و
تعدي کرتا ہے۔ اور مفلس طبقہ جانوروں کی طرح
محنت کرنے کے باوجود کمترین فرواد توں کو ترستا
رہتا ہے جس کے سبب تہذیب و تمدن سے اس کا
لگاؤ ٹھیک نہیں رہتا۔ انسانیت سے بہت دور ہو
جاتا ہے۔ پھر اس طرح دونوں طبقے سعادت اخروی
سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ
ایسا عادلانہ نظام قائم کیا جائے جس سے انسانیت کو
نشوونما پانے کا موقع ملے۔

سرمایہ پرستی کا انسداد

سرمایہ پرستی کے انسانیت کش نتائج سے محفوظ
رہنے ہی کی غرض سے اسلام نے ایسے قوانین وضع
کئے جن کی وجہ سے چند افراد کے پاس اس قدر

دعوت جمع نہ ہو جائے کہ باقی لوگ تنگی سے زندگی بسر کریں اور زندگی ان کے لئے وبال جان ہو جائے۔ اسی عدم توازن کو ختم کرنے کے لئے اسلام نے قوانین بنائے۔ اسی لئے اسلام نے جو اور سہ بازی کو مٹایا سود کا قلع قمع کیا رشوت لینا دینا دونوں کو ناجائز قرار دیا میراث کا قانون بنایا تاکہ جائیداد ایک فرد سے منتقل ہو کر بہت سے لوگوں کی ملک میں چلی جائے۔ اور برابر منقسم ہوتی رہے۔ اس کے علاوہ منافع نیز دوسری اشیاء کے لئے بھی ایسے قوانین بنائے جن کی وجہ سے ملکیت کا ایک ایک معتد بہ حصہ برابر بالگوں کے ہاتھ سے بکھل کر غریبوں کے ہاتھ میں جاتا رہے۔ اور غریبوں کے خزانے بیت المال میں پہنچا رہے۔ چنانچہ اسی لئے زکوٰۃ اور عشر کے قوانین بنائے گئے۔ زکوٰۃ کا تعلق سونے چاندی، دوسرے اسباب اور حیوانات کے ساتھ ہے۔ اور عشر کا تعلق زمین کی پیداوار سے ہے۔ اس کے قوانین اسی قدر ہمہ گیر ہیں کہ اس کے احاطے سے شاید ہی ملکیت کی کوئی قسم خارج ہو سکے۔ سوائے ان ضروری اسباب کے جو استعمال میں ہوں لیکن سونا اور چاندی تو اس سے بھی مستثنیٰ ہیں۔ یعنی سونے چاندی کے استعمال کے زیورات میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ قانون زکوٰۃ کے ماتحت سونا، چاندی، اونٹ، گائے، بیل، بھیڑ، بکریاں، گھوڑے اور اسباب تجارت وغیرہ سب میں زکوٰۃ واجب ہے۔ زمین کی پیداوار میں بکری

بائس اور گھاس کے علاوہ تمام چیزوں میں کسی نہ کسی صورت میں عشر یا نصف عشر واجب ہو رہا ہے۔

یہ چیزیں تو واجبات میں سے ہیں۔ لیکن ان کے علاوہ صدقات نفلیہ کی اس قدر فضیلت بیان کی گئی ہے کہ اس کی کوئی انتہا نہیں۔ اسلام نے اپنے پیروں کے دل میں انسانیت عامہ کا جذبہ پیدا کیا۔ اور ان کو بلا امتیاز نسل و قوم فرقہ و مذہب خدمت خلق کے لئے تیار کیا۔ اور مخلوق خدا کی خبر گیری اور کفالت کے لئے ان کو ابھارا، حرص و طمع سے ان کے دلوں کو پاک کرنے کی کوشش کی۔ اور ان کی زندگی کا مقصد قرب خدا و مہربانی نہ کر دینا حاصل کرنا۔ خدائے عز و جل نے مال کا جمع رکھنا اور اس کو راہ خدا میں خرچ نہ کرنا باعث عذاب بتلایا۔

والذین یکنزون الذہب

والفضۃ ولا ینفقو نہا

فی سبیل اللہ ینشرہم

بعذاب الیم۔ یوم

یحمل فی ناد جہنم فتکوی

بہا جباہم وجنوبہم

وظہورہم ہذا ما

کنزکم لا نفسکم فذوقوا

ما کنتم تکلزون

داغیں گے اس سے ان کی پشیمانیوں اور ان

کے پہلو اور پیٹھ (کہا جائے گا) یہ ہے جو تم نے

جمع کر رکھا تھا اور نہ خرچ کیا تھا

اور نہ خرچ کیا تھا

اپنے واسطے کاڑھ کھاتا تھا۔ اب اپنے گاڑنے کا مزہ چکھو!

ان لوگوں کو جو مساکین کی خبر گیری نہیں کرتے "دین کو جھٹلانے والا کہا گیا۔ اور عذاب کی دہکی دی گئی۔

وزر فی والمکذبین ادلی | مجھے اور ان جھٹلانے
النعمۃ وھلھم قلیلا | والے فاجر اہل لوگوں
ان لدینا انکالا وجعیا | کو چھوڑ دے۔ اور ان
وطعما ذا غصۃ وعذابا | کو تھوڑی جلت دے
ایلیا۔ | بیشک ہمارے پاس
بیڑیاں، تیز آگ، اور گٹھے میں اٹکنے والا کھانا
اور دردناک عذاب ہے۔

ارایت الذی یکذب | تو نے دیکھا اس شخص
بالدین فذلک الذی | کو جو دین کو جھٹلاتا ہے
یدع الیتیم ولا یحض | یہی ہے جو یتیم کو دھکے
علی طعام المسکین | دیتا ہے اور مسکین کے
کھلانے کی تاکید نہیں کرتا ہے۔

ایک حدیث ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی
ہے (طوالت کے خوف سے صرف ترجمہ نقل کیا
جاتا ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ قیامت کے دن خدائے عزوجل فرمائے گا کہ
"اے آدم کی اولاد میں بیچارہ ہو گیا تھا۔ لیکن
تو نے بیچارہ پر سیڑی نہ کی" انسان کہے گا۔ "اے
پروردگار تو تو سارے جہاں کا رب ہے میں

تیری خبر گیری کیسے کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔
کہ "کیا تجھے معلوم نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیچارہ ہوا
تو نے اس کی عبادت نہ کی۔ اگر تو کرتا تو مجھے
اس کے پاس پاتا۔"

"اے آدم کی اولاد میں بھوکا تھا۔ تجھ سے
کھانا مانگا۔ لیکن تو نے مجھے کچھ نہ کھلایا" انسان
کہے گا۔ "یا الہی تو تو ساری دنیا کا پروردگار
ہے۔ میں تجھے کس طرح کھلاتا؟" اللہ تعالیٰ
فرمائے گا۔ "تجھے خبر نہیں کہ میرے فلاں بندے
نے تجھ سے کھانا مانگا تھا مگر تو نے نہیں دیا! اگر
تو اسے کھلاتا تو اسے میرے پاس پاتا۔"

"اے آدم کی اولاد میں نے پیاس کی حالت
میں تجھ سے پانی مانگا۔ لیکن تو نے مجھے سیراب
نہیں کیا" بندہ کہے گا۔ "تو رب العالمین ہے۔ میں
کیسے تجھے پانی پلاتا؟" خدا کہے گا۔ "تجھ سے میرے
فلاں پیاسے بندے نے پانی مانگا تھا۔ لیکن تو نے
نہیں پلایا۔ تجھے معلوم نہیں اگر تو اسے پانی پلاتا
تو اس کو میرے پاس پاتا۔"

عرض اسلام نے اقتصادِ دی تو اذن کے قیام
پر بہت زور دیا ہے جس کا تذکرہ اجمالاً سطوح
بالا میں ہوا ظاہر ہے کہ ان تعلیمات پر جس
سوسائٹی کی بنیاد رکھی جائے گی۔ اس کا سب سے
بڑا فرض سرمایہ پرستی کا قطعی استیصال ہوگا۔
اقتصادِ دی تو اذن کا اس طرح پر قیام کہ بنی نوع
انسان خوشحالی کی زندگی بسر کرے اور توجہ

جائیگا۔ اگر بالفرض اس کے بعد بھی کسی خاص سبب سے تو اذن قائم نہ ہو سکے تو امام کو ایسے قوانین وضع کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ جن سے تو اذن قائم ہو سکے۔

اے اللہ کے لئے بھی اس کو موقع مل سکے۔ اسلام کے اقتصادی نظام کی روح ہے۔ اسلام کے اقتصادیات سے متعلق تمام اسلامی احکام کا اجراء ہو جائے تو اقتصادی عدم تو اذن بالکل ختم ہو

رَحْمَةُ عِيسَا عِیْت

عقیدہ تثلیث

(از جناب مولانا فیصل الرحمن صاحب مظاہرِ یاست جیلند)

دینی دنیوی تاریخ میں لکھا ہے کہ قر بانی گزرا نانا دنیا کے شروع ہوتے ہی ظہور میں آئی اور چار ہزار برس تک یہ رسم خدا کی عبادت میں نہایت بڑی بات تھی۔ مگر ایک راز کے طور پر یہ تھی (بھید سے کوئی واقف نہ تھا) اور جب تک کلودی کے پہاڑ پر وہ صاف درویشانہ ہوئی تب تک اس کا مطلب تجوی سمجھ میں نہ آیا، انتہی اس سے ظاہر ہے کہ دنیا کے شروع سے حضرت عیسیٰ کے زمانہ تک کوئی بھی عرفان میں کامل نہ تھا مگر یہی پادری صاحب اپنی اسی تاریخ دینی دنیوی میں لکھتے ہیں کہ "خدا نے موسیٰ کے ذریعہ سے اپنے ارادہ کو انجام تک پہنچایا" تو جب تثلیث و کفارہ کا راز مخفی رہا تو خدا کا ارادہ انجام تک کیوں کر پہنچا۔

لیکن یہ ان کی دوسری نادانی ہے کیونکہ خدا جب اس بھید کو ظاہر کرتا تو یوں وہ اس کے سمجھنے کے لائق عقل بھی عنایت نہیں کر سکتا تھا؟ اپنی وضاحت کو کس طرح ایک عالم کے ذہن نشین کر دیا۔ اسی طرح تثلیث سے بھی حضرت ابراہیم حضرت نوح حضرت موسیٰ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو آگاہ کر سکتا تھا۔ پھر عیسائی کہتے ہیں کہ بے رحمتہ کی تائید کے کوئی اس عقیدہ کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ (اول قرنیوں کا باب ۳) اور یہ ان کی تیسری نادانی ہے! کیونکہ تمام وہ عیسائی جنہوں نے روح القدس کی تائید حاصل ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان میں سے کس نے تثلیث کا بیان شرح صدر کے ساتھ کیا ہے؟

دیکھو میزان الحق مطبوعہ گزہ ۱۸۵۰ء ص ۱۰۹

اور اس کا کوئی عیسائی بھی قائل نہیں۔ اور اگر مسیح کی الوہیت کا سبب ان کا بے باپ پیدا ہونا ہے تو الوہیت کے لئے یہ کوئی ٹھوس دلیل نہیں۔

جبکہ باوجود الوہیت انسان ماں کے پیٹ سے پیدا ہو سکتا ہے۔ تو ماں باپ دونوں سے پیدا ہونا کب مانع الوہیت ہو گا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کو عیسائی علماء پورا خدا اور پورا انسان کہتے ہیں۔ تو ازہدے عقل انسانی وہ پورا انسان تب ہوئے جب ماں باپ دونوں سے پیدا ہوئے (کیونکہ اگر مسیح کو پورا انسان کہیں تو سب انسانوں کی طرح مسیح کی گناہی دین کا بھی انجیل کے بموجب اقرار کرنا پڑے۔ وہ میوں کا ۳ باب ۹-۱۲، اور جبکہ مسیح پورے انسان نہ تھے جو کہ نہایت چھوٹی بات ہے۔ تو پورے خدا کیوں کر ہو سکتے ہیں جو نہایت بڑی بات ہے۔

علاوہ انیسی پیدائش ۱ باب ۲۷ میں ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا۔ اب اگر حضرت عیسیٰ کا بے باپ ہونا باعث الوہیت ہے تو حضرت آدم کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ جبکہ نہ آپ کے باپ تھے نہ ماں! اور محض امداد و قدرت خداوندی سے ظہور میں آئے۔

اور ملک صدق کا حال اس سے بھی عجیب و غریب کہ بے باپ بے ماں، بے نسب نامہ، جس کے نہ دونوں کا نثر و مع نہ زندگی کا آخر! مگر خدا کے بیٹے کی مانند ہمیشہ کا امن رہتا ہے۔ عبرانیوں کا ۲ باب ۳ ملک صدق کے حال میں علماء اہل کتاب نے بہت مختلف بیان کیا ہے

عقیدہ تثلیث کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے قائل ہیں یہودیوں سے تمام فرقے باوجود باہمی اختلاف عقائد کے حضرت عیسیٰ کی الوہیت نہیں مانتے بلکہ وہ آپ کی رسالت کے بھی قائل نہیں۔ نہ ہی تورات یا کسی اور صحیفہ میں تثلیث کی تعلیم ہے! اس عقیدہ میں عیسائی اسی سب سے منقر وہیں ہم انہیں کے دلائل کا تجزیہ کریں گے اور دیکھیں گے کہ کن اسباب کی بنا پر وہ حضرت عیسیٰ کو الہ قرار دے رہے ہیں۔

اگر حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا یہ سبب ہے کہ آپ روح القدس کے وسیلہ سے پیدا ہوئے تھے متی ۱ باب ۱۸) تو پیدائش ۱۸ باب ۱۱- اور ۲۵ باب ۲۱ میں لکھا ہے کہ حضرت سارہ اور حضرت ربقہ دونوں بانجھ نہیں۔ تو انے انسانی سے تو والد تناسل کی امیدیں منقطع ہو چکی تھیں۔

صرف خدا کے حکم سے حضرت اسحق و حضرت یعقوب پیدا ہوئے۔ اور حضرت یحییٰ کے پیدا ہونے کا بھی یہی حال ہے (لوقا ۱ باب ۱)

اور تخریج ۳ باب ۲ و ۳ میں ہز سٹیل بن ادی کو خدا نے روح القدس فرمایا ہے! دیکھو بائبل رومن مطبوعہ لندن ۱۸۶۷ء اور عہد نامہ عتیق فارسی مطبوعہ لندن ۱۸۵۶ء اور عہد نامہ عتیق اردو مطبوعہ لدیانہ ۱۸۶۷ء!

تو اب حضرت عیسیٰ کے لئے کیا خصوصیت رہ گئی اگر آپ الہ ہیں تو ان سب کو بھی الہ تسلیم کرنا پڑا۔

بعضے کہتے ہیں کہ وہ فرشتہ تھا۔ بعضے کہتے ہیں وہ خود مسیحؑ تھے کہ اس وقت بھی ظاہر ہوئے تھے مگر یہ دونوں گمان غلط ہیں! کیونکہ فرشتہ کو کہانت سے کام کیا اور عبرانیوں کے باب ۳ میں ملک صدق کو خدا کے بیٹے کی مانند مثالیہ لکھا ہے۔ اگر وہ مسیحؑ آپ ہوئے تو مسیحؑ سے مثالیہ یا مسیحؑ کی مانند لکھنا غلط ہوا۔ وہ صرف انسان، اور کنخانی بادشاہوں میں سے ایک تھا علماء یہود کہتے ہیں کہ ملک صدق سام بن نوح کا دوسرا بیٹا تھا۔ مگر عبرانیوں کے خط کے بموجب یہ بھی غلط ہے کیونکہ اس میں ملک صدق کے بے باپ بے ماں۔ بے نسب نامہ لکھا ہے۔

اور سام بن نوح کا نسب نامہ توریت میں مندرج ہے۔ ملک صدق کا ذکر توریت میں دو جگہ ہے۔

(۱) پیدائش ۱۲ باب ۱۸-۲۰ (۲) ۱۱۔ ۲۲ اور ۱۱۔ ۲۲
(۲) اندیشہ خواہ ہندوؤں میں مرزا پور مطبوعہ اکتوبر ۱۸۶۵ء

جلد ۴ نمبر ۱۱ باہتمام پادری جے آف برائٹ
مسلمانوں میں ملک صدق ایک افسانوی تخیل ہے جو افسانوں کی کتاب چار درویش میں اول اول یا گیا اس میں اسے قوم جنات میں شمار کیا گیا ہے۔ چار درویش ایک تخیلی اور افسانوی کتاب ہے۔ اس سے کوئی سند نہیں لی جاسکتی۔ مگر بتانا یہ مقصود ہے کہ مصنف چار درویش نے اس کا نام توریت و انجیل سے نہیں لیا ہے۔ کیونکہ جب یہ کتاب تصنیف کی گئی اس وقت توریت و انجیل کا شیوع ہندوستان میں نہیں ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔
تاریخ چین مصنفہ مسٹر جیمز کارن صاحب

بہادر مطبوعہ ۱۸۶۵ء جلد ۲ دفتر باب ۱۶ صفحہ ۲۶۵ میں لکھا ہے کہ ایک عورت النقا کے جو بیوہ تھی آفتاب کے وسیلہ سے تین لڑکے پیدا ہوئے جن کا نام بولکم کنگن باسکن ساجی اور بونہ بونہ تھا۔ ان سب کا لقب نورپون ہوا۔ جس کے معنی ترکی زبان میں اطفال نور کے ہیں اور بونہ بونہ کی نسل میں سے چنگیز خاں ہوا۔ انتہی۔

اور اسی تاریخ چین مطبوعہ ۱۸۶۵ء کی جلد ۲ دفتر باب ۱۰ صفحہ ۱۱۴ میں کارن صاحب لکھتے ہیں کہ سنہ ۱۱۳۰ عیسوی سے چھ برس قبل ایک عورت پر آفتاب کی شعاع نازل ہوئی۔ اور اسی دن سے حمل کے آثار ظاہر ہوئے۔ کئی برس کے بعد اس کے شوہر نے (جو ستر برس سے زیادہ عمر کا تھا) اسے طلاق دی۔ بیٹیاں برس وہ حمل رہا اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام لاؤزی یعنی پیرنا بالغ رکھا کیونکہ اس کے سر کے بال اور بدن کے رنگ سب سفید تھے۔ اس حکیم لاؤزی کے شاگردوں نے اپنے استاد کے نام سے اکسیر لقا کا نسخہ ایجاد کیا۔ جسے فغفور اور ہزاروں امرا و غیرہ کھا کر ہلاک ہوئے۔ اس حکیم لاؤزی کی پستیش بادشاہ چین اور ہوسا و غیرہ میں جادی رہی۔ حکیم لاؤزی کا لقب ادراٹلی انزی (بہشتی حکیم) چینی زبان میں ہے۔ انتہی۔

اور حضرت بی بی خواجہ علیہا السلام بھی بے ماں باپ پیدا ہوئیں۔ اور تاریخ چین مصنفہ پادری ایکسوس صاحب (جسے پادری بورن نے فارسی میں ترجمہ کر لیا) نمبر ۷ مطبوعہ سائنٹیفک سوسائٹی کلکتہ ۱۸۶۲ء

ہی نہ ہو سکتا تھا۔

اس سب کے باوجود غور کرنا چاہیئے کہ ۸۲ زبور
۶۔ اور یوحنا ۱۰ باب ۳۴ میں لکھا ہے میں نے تو
کہا تم سب خدا ہو الخ تفسیر اسکاٹ انگریزی میں ہے
کہ مجسٹریٹ کلام الہی میں خدا کہلاتے ہیں! یہ لقب
اکثر اختیار کے سبب ظاہر کیا گیا جس سے وہ لوگوں
میں خدا کے نائب تھے! لیکن یہ لقب اسرائیلی حاکموں کے
سوا اور کسی کو صاف صاف نہیں دیا ہے الخ

پس جبکہ خدا نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا
خدا کہا تو حضرت عیسیٰ کو کہ جنہوں نے خدا کا کلام پہنچایا
یوحنا ۱۰ باب ۳۴ کے مطابق خدا کہلانا کون سے تعجب
کی بات ہے کیونکہ عبرانی مجاورہ میں قاضی اور مفتی
سب اللہ کہلاتے تھے جیسا کہ ۸۲ زبور ۱ میں لکھا ہے
خدا الہی جماعت میں کھڑا ہے! انہوں کے درمیان وہ
عدالت کرتا ہے۔ انتہی! اور خروج ۷ باب ۱ میں لکھا
ہے پھر خدا نے موسیٰ سے کہا دیکھ میں نے تجھے فرعون
کے لئے خدا سا بنایا اور تیرا بھائی ہارون تیرا چینی مہر
ہو گا! اور خروج ۴ باب ۱۶ میں لکھا ہے اور تو
(اے موسیٰ) اس کے (یعنی ہارون) لئے ان لوگوں
کے پاس خدا کی جگہ ہوا اور صحیفہ حضرت زکریا ۱۲
باب ۸ میں حضرت داؤد کے خاندان کو خدا لکھا ہے
پس یہ بات بھی حضرت عیسیٰ کے لئے مخصوص معلوم
نہ ہوئی۔

اگر کوئی یہ کہے کہ آپ میں الوہیت کی وجہ یہ ہے کہ
آپ کا نام یسوع ہے اور یسوع کے معنی ہیں

صفحہ ۹۳ فصل ۱۰ میں لکھا ہے کہ حکیم لاؤندی ہشت سال
در شکم مادر بود۔ انتہی۔

ایک عورت (کنواری) مسماۃ دی سہریا دختر
نیومیر شاہ الیہا نے بیان کیا کہ مجھ کو اس دیوتا
سے حمل رہا ہے اور اس سے دولہے کے پیدا ہوئے
ایک کا نام رلیس اور دوسرے کار و طس وہی ہے
جس نے شہر روم قدیم کی مشرق ۲ بنا ڈالی۔

(انہ تذکرۃ الکاملین مطبوعہ ۱۳۲۵ء ۲ مصنفہ بابو
راچندر عیسائی)

نواب ان حوالہ جات کی موجودگی میں حضرت
عیسیٰ کی کیا خصوصیت رہ جاتی ہے کہ آپ کو توالوہیت
کا مرتبہ نصیب ہوا اور دوسرے اس مرتبہ سے محروم
رہیں۔

اگر یہ کہا جائے کہ انہیں الوہیت کا مرتبہ یوں
دیا گیا کہ وہ خدا تھا جو مجسم ہو کر ہمارے سامنے آیا۔
(اول حطائوس ۳ باب ۱۶)

اگر چہ گریسا خ کہتا ہے کہ اس آیت میں لفظ
خدا کی جگہ وہ کا لفظ چاہیئے! یعنی وہ کہ جسم
میں ظاہر کیا گیا روح سے راست ٹھہرایا گیا دیکھو
رومن بائبل مطبوعہ لندن ۱۸۷۵ء اس سے ظاہر
ہے کہ یہاں خدا کا لفظ کسی الوہیت گر کا الحاق
کیا ہوا ہے پھر بھی الحاق کرنے والے کی موقوفہ شناسی
کی داد دینی چاہیئے کہ ایسی جگہ الحاق کیا ہے کہ
سردست پہچان میں بالکل نامکن تھا۔ اگر عیسائی عالم
اس جعل کو نہ پہچان جائے تو اس پر الحاق کا گمان

۲۷ و ۲۸) پھر سلیمان خدا کے بیٹے اول تواریخ ۲۲ باب ۱۰ و ۹) تمام اسرائیلی خدا کے فرزند (استثناء ۱۴ باب ۱ روسیوں کا ۹ باب ۴) سب عیسائی خدا کے فرزند - (۱۶ ویسوں کا ۸ باب ۱۶) سب خاص و عام خدا کے فرزند (متی ۲ باب ۱۸ و ۱۹ اور ۱۱ باب ۱۱) گمراہ بھی خدا کے فرزند (یسعیاہ ۳۰ باب ۱) عبرانیوں کے ۱۲ باب ۹ میں خدا و حق کا باپ لکھا ہے۔

پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنے فرزندوں کی موجودگی میں صرف مسیح ہی کو الوہیت کے درجہ پر کیوں فائز کیا گیا۔ اگر آپ کی الوہیت کی دلیل قرار دی جائے کہ آپ نے مردے زندہ کئے تھے (مرقس ۵ باب ۴) یوحنا ۱۱ باب ۴۴)۔

لیکن اول سلاطین ۱۷ باب ۲۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ایسا نے ایک مردہ لڑکے کو زندہ کیا تھا۔ اور سلاطین ۴ باب ۸۔ ۳۷ میں لکھا ہے کہ ایک عورت سے جس کا شوہر لوٹا ہوا تھا) حضرت ایسے نے فرمایا کہ اسی وقت سے تو حساب لگائے کہ معین وقت پر تیری گود میں ایک بچہ ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور جب وہ لڑکا بڑا ہو کر مر گیا تب حضرت ایسے نے آکر اسے زندہ کیا۔ اور اس سے بڑھ کر یہ کہ حضرت عیسیٰ نے تو اپنی زندگی میں ہی مردہ زندہ کئے مگر حضرت ایسے کی مدفن لاش نے مردے کو زندہ کر دیا (۲ سلاطین ۱۳ باب ۲۱)۔

مفتاح الکتاب ص ۳۱ اور اعمال ۹ باب ۳۳۔ ۳۳ میں لکھا ہے کہ پطرس نے ایک مردہ عورت کو جس کا نام تابثا تھا زندہ کیا! پھر اعمال ۲۰ باب ۹۔ ۱۲ میں لکھا

نجات دہندہ! تو حضرت یسوع جو حضرت موسیٰ کے جانشین تھے ان کے نام کے معنی بھی نجات دہندہ کے ہیں۔ اور حضرت یسعیاہ کے نام کے معنی ہیں۔ خدا کی نجات! پھر یسوع کے لئے کیا خصوصیت تھی۔

اگر نصابی آپ کے شیخ ہونے کو دلیل الوہیت قرار دیتے ہیں تو ۹۹ زبور ۶۔ اور یرمیاہ ۱۵ باب ۱ میں حضرت موسیٰ اور حضرت سموئیل اور حزقیل ۱۴ باب ۲۰ میں حضرت نوح اور حضرت دانیال اور حضرت ایوب کو شفیع لکھا ہے۔ اور پیدائش ۱۸ باب ۳۲ میں حضرت ابراہیم کی شفاعت کا ذکر ہے! اور اگر آپ کی الوہیت کا یہ سبب ہو کہ آپ خدا کے بیٹے کہلاتے ہیں۔ تو اس میں بھی آپ منفرد نہیں۔

ایوب ۱ باب ۶ اور ۲ باب ۱ کی تفسیر میں طامس اسکاٹ مفسر انگریزی نے لکھا ہے کہ بنی اللہ یعنی خدا کے بیٹے جو اس میں لکھے ہیں ان سے مراد انبیاء مفسرین سمجھتے ہیں۔ انتہی۔

پھر حضرت آدم کو خدا کا پہلو ٹھایا گیا ہے۔ دیکھو عبرانیوں کا ۱ باب ۱۶۔ اور ۱۳ باب ۱ میں جو نسبت نامہ لکھا ہے اس میں جس طرح یوسف کو بیلی کا اور بیلی کو متہات کا اس طرح آخر میں آدم کو خدا کا بیٹا لکھا ہے۔ پھر حضرت شیت خدا کے بیٹے (پیدائش ۶ باب ۱) پھر اسرائیلی خدا کے پہلو ٹھے بیٹے (خروج ۴ باب ۲۲) پھر افرائیم خدا کا پہلو ٹھا اور یسارہ بیٹیا پر یرمیاہ ۳۱ باب ۲۰۔ اور حضرت داؤد خدا کے بڑے بیٹے (۸۹ زبور

ہے کہ یسوع نے ایک جوان کو جو کوٹھے پر سے گر کر مر گیا تھا زندہ کیا۔

انصاف تو یہ ہے کہ یا تو ان سب کو الوہیت کا درجہ دیا جائے جنہوں نے مرقے زندہ کئے یا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا انکار کیا جائے اور اگر حضرت عیسیٰ کے الہ ہونے کا یہ سبب ہے کہ آپ "مسیح نہیں تو قوریت کے تمام مقاموں سے ثابت ہے کہ ہر بنی اور بنی اسرائیل کا ہر بادشاہ اور ہر مرد اکابر ہن" مسوح ہوتا اور مسیح کہا جاتا تھا چنانچہ ۲ سموئل باب ۱۴ میں ساؤل کو مسیح اور اول سموئل باب ۱۶ اور ۲ سموئل باب ۲۳ میں حضرت داؤد کو مسیح کہا ہے اور یسعیاہ ۴۵ باب میں کیخسرو بادشاہ نامہاں کو بھی خدا کا مسیح کہا ہے اور حضرت یسعیاہ بنی نے اپنی کتاب کے ۲ باب میں لکھا ہے کہ خداوند نے مجھے مسیح کہا! اور ۲ سلطین ۵ باب ۱-۶ میں یاھو کو اور ۲۳ باب ۳ میں یہوذا کو مسیح کہا ہے اور ۲ قزتیون کا ۱ باب ۲۱ میں یسوع فرماتے ہیں کہ جس نے ہم کو مسوح کیا سو خدا ہے پس یہ مرتبہ بھی حضرت عیسیٰ کے لئے خاص نہ رہا! دوسرے اور بھی شریک و ہمہم ہو گئے اور اگر آپ کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا سبب الوہیت قرار دے لیا جائے تو یہودائش ۵ باب ۲۲ میں خونخ کا اور ۲ سلطین تو یاں ۱۱ میں حضرت ایاس کا آسمان پر اٹھایا جانا لکھا ہے۔ ۱۸۶۶ء کے آفرین جہاں عیدوں کا بیان ہے وہاں حضرت

مریم کے آسمان پر اٹھائے جانے کی بھی ایک عید لکھی ہے۔ اور اس کے ثبوت میں یہ نشان لکھے تھے۔

۲۰-۱۱ x x ۱۷ ۵ یعنی سر ۲۲ باب ۱۱-۲۰ دریں تک! اور یہی کے گر جاگھر میں ایک میٹھی مسیح کی اور دوسری مریم کی ہے! یعنی جس طرح حضرت عیسیٰ آسمان پر گئے ہیں۔ اسی طرح حضرت مریم بھی آسمان پر گئی ہیں

(انہ دو تفسیر ہے۔ ایل اسکات، بحروف انگریزی مطبوعہ ۱۸۶۶ء)

اور ۲ قزتیون کے ۱۲ باب ۲-۴ میں یسوع رسول فرماتے ہیں کہ میں تیسرے آسمان تک اور فردوس تک پہنچا یا گیا تھا۔

ان دلائل کی موجودگی میں ہمیں تو حضرت عیسیٰ کی الوہیت کے لئے کوئی کافی دوز فی دلیل نظر نہیں آتی شاید ہمیں روح القدس کی تائید حاصل نہیں) (باقی پھر)

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرمدی

حاضر ہوا میں شیخ محمد دکی محمد پر وہ خاک کہ ہے زیر فلک مطلع الزوار اس خاک کے ذروں سے ہیں شرمندہ ستارے اس خاک میں پوشیدہ ہے وہ صاحب اسرار گردن نہ جھکی جس کی جہانگیر کے آگے جس کے نفس گرم سے ہے گرمی احرام وہ ہند میں سرمایہ لبت کا نگہبان اللہ نے بروقت کیا جس کو خبر داد

مدرسہ الفضل

مذہب شیعہ کا آئینہ

(از جناب مولانا عبدالحق صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعد چند ماہ حضرت امام حسین نے خلافت کی وہ بھی اسی سابقین اسلام کے مطابق حکومت کرتے رہے ان کے بعد حضرت ابو معاویہ رضی اللہ عنہ پچھلے خلفاء عباسیہ و مروانیہ جیسے امراء حاکم بنے پہلے گئے جن کو حضرت شیعہ (نعموذا اللہ) شیطان سے بھی بدتر سمجھتے ہیں لیکن یہ تمام خلفاء و امراء وقت اپنی دین اسلام کو چلاتے رہے جبکہ خلفاء اول نے جاری کیا تھا۔ خلاصہ کلام آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف تشریف لیجانے کے بعد سے لے کر آج تک ہمارے پاس وہی قرآن وہی دین اسلام ہے جو بقول شیعہ حضرات (نعموذا اللہ) کفار مرتدین جابرین غاصبین کا جاری کیا ہوا ہے باقی رہا اصلی قرآن اصلی دین اسلام جس کے کاغذی غائب کرنے کا وعدہ اور ادا وہ خدائے قدوس نے فرمایا تھا۔ جس کی تکمیل و تکمیل کرنے کی پوری کیم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا گیا تھا۔ ۳۳ سال کی جدوجہد سے جس کی نشر و اشاعت ہوئی وہ اصلی دین اسلام و اصلی قرآن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس پھر باقی کیا رہا۔ اماموں کے پاس جو شیعہ کے ہاں مشہور ہیں باقی رہا۔ حتیٰ کہ امام ہدی اس قرآن دین اسلام کو لے کر ایک غار میں غائب ہو گئے۔ آج تک نہ امام ہدی تشریف لائے۔ اور نہ وہ قرآن اور دین اسلام آیا۔

یہ بارہ امام باوجودیکہ اصلی قرآن اصلی دین اسلام کے پاس تھا لیکن تمام زندگی اس قرآن و دین اسلام پر عمل کرتے رہے جبکہ (نعموذا اللہ) کفار نے جاری کیا تھا۔ بعض افراد شیعہ نے اپنے مجتہدین سے سوال کیا کہ ہمارے امام ہمارا اصلی مذہب لے کر کب تشریف لائیں گے کیونکہ اب تو ہمارے پاس نہ امام ہے نہ قرآن نہ مذہب نہ ملت ہے نہ دین اسلام نہ نماز ہے نہ روزہ نہ حج ہے نہ زکوٰۃ۔ جواب میں ارشاد ہوا کہ جب تین سو تیرہ مخلص ایماندار شیعہ پیدا ہو جائیں گے اس وقت حضرت امام غامہ سے تشریف لائیں گے۔ اور اعلیٰ اعلیٰ کارنامے سرانجام دیں گے مثلاً بنی کیم صلی اللہ علیہ وسلم سے معیت لیں گے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو (نعموذا اللہ) حد نہ لگائیں گے۔ باقی صحابہ پر حدود و قصاص جاری کریں گے اس وقت شیعہ کی حکومت و بادشاہت بھی ہوگی۔ یہ بایہ سوال کہ ہمارے امام کی غیبت کو اتنا طویل کر کے حکومت، بادشاہت اور اصلی قرآن وغیرہ وغیرہ سے ہم کو کیوں محروم کیا گیا۔ جواب میں ارشاد ہوا کہ اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو مع اہل بیت میدان کربلا میں شیعہ کہہ دیا گیا تو اس وقت خداوند قدوس کو یہ ظلم دیکھ کر نہایت غصہ آگیا۔ اور فرط غیظ میں یہ ارادہ کر لیا کہ اس

مذہب شیعہ کی خلافت میں غلطی ہوئی کہ بجائے شیعوں کے امام و قرآن کے شیعوں کے امام و قرآن کو چھین کر لیں غائب کر دیں کہ ایک جگہ حضرت علیؑ سے محروم ہیں باقی

تبلیغی کتابیں

جام حیات

حیات بعد موت کے جملہ مسائل قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ السلام کی روشنی میں ایک جامع اور دل آویز اور نادر طرز تحریر سے مہر کتاب تحریر کرائی گئی ہے جو کہ ہر دو فقیہین کیلئے مشعل ہدایت ثابت ہو سکتی ہے حضرت مولانا ظہور احمد صاحب رحمہ نے یہ کتاب مولانا محمد حسین صاحب شوق سابق صدر المدین دہلوی عظیمیہ سے اپنی زیر نگرانی تحریر کرائی تھی جو کہ اب کاغذ کی گرانی کے باوجود طبع کرائی گئی ہے کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے قیمت صرف ۸۰ محمولہ ڈاک ۱۰

قائدان حسین اس میں نہایت محققانہ طریقہ سے حضرت علامہ کی معبر کتابوں کی مستند روایات سے ثابت کیا گیا ہے کہ رسول خدا کے نواسے اور حضرت علی کے لخت جگر حضرت حسین کو کہ بلا میں بلا کر طرح طرح کے مظالم میں مبتلا اور نہایت برحی سے شہید کر نیوالے شیعہ اور پیشوایان مذہب شیعہ تھے اس کتاب کو ضرور دیکھئے تاکہ شیعوں کی شیعیت کی حقیقت کھل جائے صفحات ۹۶ کتاب تقریب طباعت دیدہ زیب کاغذ دیر قیمت ۱۰۰ محمولہ ڈاک ۱۰

آخری پیغام حق حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوئی حجت اللہ علیہ کی آخری تقریر جو پہلے شمس الاسلام کے صفحات پر جلوہ گر ہو چکی ہے اور امید سے زیادہ مقبول ہو چکی ہے مام افادہ کیلئے نمایاں شکل میں ہدیہ ناظرین کی گئی ہے آخری پیغام حق کے متعلق حضرت سجاد رضین دوسرے شریف تحریر فرماتے ہیں۔

”حضرت کرم منعمو کے آخری کلمات نصائح نہایت ہی گوہرے بہا ہیں۔ اور ناظرین کی ہدایت کے لئے مشعل راہ ہیں۔“

قیمت دس آنہ (۱۰) محمولہ ڈاک ۱۰

کشف التلبیس مصنف مولانا سید ولایت حسین شاہ ضاد یوہری یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ ”فوائد ایمان“ کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ مسلمانوں کی طرف سے سنیوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے جہذب پیرایہ میں تبلیغ برد اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطاعن و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۲۰ حصہ دوم ۸۰ حصہ سوم ہر مکمل طلب کرنے پر ۸۰ محمولہ ڈاک علاوہ ۱۰

برق آسمانی جس میں مرثیے قادیانی کے اپنے قلم سے اسکے سوانح و عقائد و عبادات و معاملات و کرائم تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں علاوہ ان خلیفہ نور الدین اور مرزا محمود کے سوانح حیات اور ان کے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا نا اطمینان بڑھ دیا ہے قیمت ۸۰ محمولہ ڈاک ۲۰

جریدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف

صواریف جو اگست ۱۹۸۷ء میں شائع ہو کر خراج تحسین حاصل کر چکا ہے اس میں بڑی خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں کہیں سست الفاظ استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گونا گوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کشا گیا ہے اور جس میں مسئلہ روح صحابہ و تبرہ قرآن مجید احادیث نبی کریم اقوال ائمہ سادات مونیانے کرام کے ارشادات اور عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلامی جہاد اور اکابر ملہ کے افکار و آراء کے نقیسات کے علاوہ سبیرہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے ہزار بازی کے مولانا کتابی بیان کئے گئے ہیں حجم ۳۲ صفحہ قیمت ۸۰ محمولہ ڈاک ۱۰

دوسرا قلمی تعلیمات کو مؤثر بنیاد پر ایہ میں بیان کر کے اچھوتوں کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ قیمت ۵۔

اسلامی جہاد

مکبر الصوت پر خطاب جنہیں اسلامی جہاد کی حقیقت اور فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے اور عہد حاضر کی بعض لمبہ دائہ عسکری تنظیموں پر ہے لاگ تبصرہ کیا گیا ہے انمولانا فاطمہ اور احمد صاحب بگٹی امیر مجلس مرکزیہ حزب الانصار بھیرہ قیمت - ر

ضلع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے نمائندہ اجتماع کے موقع پر بمقام میانوالی علماء کرام

کی طرف خاکساری مذہب پر حقیقت افزہ تبصرو جو بصورتِ تحریر شائع
 کم کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ انمولانا خلیفہ احمد صاحب دہلوی امیر
 مجلس حزب الانصار بمصر قیمت - -

خاکساری فقہ نے مہذبستان کے علماء کو امام کو بیدار کیا، جس کو خاکساری احنت کے خلاف یہ پہلی کتاب ہے جس

پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان مشرقی لمحہ کی ستبرہ سے محفوظ ہوا اور جس کو دیکھ کر خاکساروں کی تعداد کثیر نے خاکساریت سے توبہ کر لی۔ اس کتاب کی مقبولیت عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ تین سال کے عرصہ میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر ہاتھ بکھل گئی۔ یہ بالخصوص ایڈیشن ہے جس کے ۹۷ صفحات ہیں اور مولانا پیرادہ محمد بہار الحق صاحب قاسمی قیمت فی نسخہ بمحصولہ ایک روپے

مشرقی فتنہ محمد بن حنا بن عیسیٰ اللہ مشرقی کے گروہ پر وہ خیالات

مودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ۔ ر فی سینکڑہ صرف دو روپے علاوہ محصول ڈاک۔

الاسلام بھیرہ (پنجاب)

تازہ بیانیہ نصیحتیں
مؤلف مولانا حکیم حافظ عبدالرسول صاحب
بکھڑی اس کتاب میں مرزا قادیانی
کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے
کرام پر کئے تھے قیمت صرف ۴۰ محمولہ ڈاک ۱۰

اجتناب الخفیہ فتاویٰ جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل اس رسالہ میں صد ہا علمائے اسلام کے

واضح دہرائین قاطعہ سے فرقہ و افق و مرزائیہ کا اتار اور افق
و مرزائی سے سنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے۔ حجم ۱۰
صفحہ قیمت ۴۴ محصول اک ۱۔

تحفہ نمبر ۱۱۵ یعنی جریۃ شمس الاسلام کے ستمبر ۱۳۳۵ء کا ایڈیشن
جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس

میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں
قیمت ہر محصولہ ایک اسی

تشریح
حقیقت یہ ہے کہ مولانا میر تقی شاہ صاحب نے ہندو کے سرسبہ
رازوں کا انکشاف قیمت ۱۔

تیسرے عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا مبلغ ۲۰ روپے تھا۔

بھی دہر ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو
سائنسہ تسلیم کرتے ہیں ان کے ساتھ ساتھ ان کے معجزات و شایعات

نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۲۔

رسالہ خیر جاری درود مذہب ری خاکسای

صاحب قیسی امرتسری قیمت ۱۰
مظلوم قوم تصنیف مولوی محمد بخش صاحب سلم بی اس
کتاب میں مصنف نے انھوں توں پر ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی مملکت

ملنے کا پتہ :- پینجر جریڈہ شمس